هفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳ جولائی ۱۹۵۶
سے ستمبر ۱۹۵۸ تک
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب صاحبزادہ ابو الفیض محمد امیر خسرو اشعری چشتی نسبہلا ہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل دنیا کی عجیب حالت تھی۔ جہالت کی رسمیں ناقابل قبول فضول روایات رائج تھیں۔ اُن کے مذاہب مختلف تھے۔ کوئی اگر مسیحی تھا۔ تو کوئی مجوسی، کوئی قبیلہ یہودی تھا تو کسی میں دہریت پائی جاتی تھی۔ لیکن بت پرستی عام طور پر تھی۔

نصفٌ انکروا الخالق والبعث وقالوا
بالطبع المحیی والدھر المفنی ہ

ترجمہ :- بعض ایسے تھے جو کہتے تھے کہ طبیعت خالق ہے اور دہر فنا کرنے والا ہے۔)

خالق و قیامت کے بھی وہ منکر تھے۔ چنانچہ اس دور کے ایک عربی شاعر کا قول ملاحظہ ہو۔

حَیَاۃٌ ثُمَّ مَوتٌ ثُمَّ حَشرٌ
حَدِیثٌ خُرَافَۃٌ یَا اُمَّ عَمرو

شاعر عمرو بن الحی بن حارث کہتا ہے کہ زندگی پھر مرنا اور پھر مرکر زندہ ہو جانا یہ تو اے عمرو کی ماں سب خرافات ہیں۔ قرآن کریم میں ان کا ذکر اس طرح آتا ہے۔

وَقَالُوْا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا یُھْلِکُنَا اِلَّا الدَّھْرُ۔

(ہماری زندگی نہیں ہے مگر دنیوی ہم خود ہی مریں گے اور خود ہی زندہ ہو جائیں گے۔ ہمیں سوا زمانہ کے کوئی نہیں ہلاک کرتا)

اُن کے مذاہب و تمدن پر اگر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے۔ تو مضمون کی طوالت کا اندیشہ ہے صرف عرب کی ہی یہ حالت تھی۔ بلکہ عجم کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں شر انگیزی۔ زمین گناہوں کی آلودگیوں سے نالاں تھی۔ آسمان نوحہ کناں تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت سے نہ صرف حجاز و نجد منور ہوئے۔ بلکہ تمام دنیا کی ظلمات نورِ اسلام سے بدل گئیں۔

دعائے ابراہیم

جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (قرآن مجید)

ہمارے پروردگار بھیجے آپ اُن میں انہی میں پیغمبر جو اُن پر تیری آیتیں پڑھے اور سکھلائے اُن کو حکمت اور پاک کرے اُن کو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے)

اسی لئے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا دعوۃ ابی ابراھیم۔ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ظہور ہوں۔

بشارت عیسیٰ ؑ

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ

(قرآن مجید سورۃ الصف)

اہلِ ہنود کی متبرک کتاب سام وید

مہودا ونتا دبھاوا گاؤ درانتے ننتا لبشنو
نائک بھکھا نیو سدا

بید شاشترے شرتیا

ترجمہ :- جس بزرگ کا نام کا پہلا حرف (م) اور آخر (د) ہو اور اس کے پیرو گئو بھگن کرتے ہوں وہی وید شاستر کے رو سے مہا رشی ہے۔ لفظ محمد کو دیکھ لو۔

گورو سائیں تلسی داس کی بشارت

کاشی برت یا دین تیرتھ سبھی ناکام
بیکنٹھ باس نہ پائی بنا محمد نام
(سب دین باطل ہیں روشنی صرف محمد کے نام سے حاصل ہوتی ہے)

گورو نانک مہاراج کا قول

جگ میں مورکھ بندہ کیا بوجھے
اندھے کو دیپک کیا سوجھے
بن احمد کچھ نے بھید نہ پایو
مورکھ اندھا گنوار کہلائیو

یعنی جہان میں مورکھ بندہ کیا سمجھے جو اندھا ہو وہ کیا دیکھے بجز احمد کے کوئی اسرار نہیں سمجھ میں آتا یہ اندھے لوگ گنوار ہیں۔

کلنکی پران کا قول :- کلنکی اوتار کے باپ کا نام ”بیسنو یس“ عبداللہ

ہوگا۔ ماں کا نام ”سلومتی“ (آمنہ) امن والی ہوگا۔ وہ غار میں تپسیا کرے گا چنانچہ ہمارے پیغمبر کے والد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ کا نام حضرت آمنہ ہے۔ غارِ حرا میں وہی رہے ہیں۔

انجیل یوحنا کی بشارت

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد ایک ایسا مددگار آئے گا۔ جس کے میں جوتوں کے تسمے باندھنے کے لائق نہیں ہوں۔

گرو کبیر داس جی

لاالہٰ کا تانا۔ الا اللہ کا بانا۔
داس کبیر بین کو بیٹھا۔ اچھا سلوت پُرانا

مسلمانو ـــــ ! یہی لاالہٰ بدر دینی راج کے بگڑے ہوئے مزاج اور اس کے نقوش باطلہ کو چیلنج کرتا ہے کہ اب اقتدار و اختیار کی جگہ میرے لئے خالی کر دو۔ کہ میں ہی اس کا وارث حقیقی ہوں تو نظام باطل کے طرف داروں اور تہذیب مغربی کے پرستاروں کے مزاج و نقار پر شکنیں پڑ جاتی ہیں ان کے ایوان عشرت میں خطرے کا الارم بجنے لگتا ہے اور اس کے اقتدار و اختیار کے تمام دفاعی اور انتقامی حربے اس کی سرکوبی کے لئے متحرک ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جگت گورو۔ بڑا اوتار۔ جگت قانون۔ جگت حکومت جگت راج صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا بتلایا ہوا فرمان ہے۔ ہمارے پیغمبر کافۃ للناس۔ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہمارے ماں باپ قربان! ہم نثار اس پیارے نبی پر جس کے ذریعے ہمیں سیدھی راہ نصیب ہوئی۔

ثم الصلوٰۃ علی النبی فانہ
یبدی بہ الذکر الجمیل ویختم

پاکستان

- صحیح معنوں میں کب ”جمہوریۂ اسلامیہ“ بنے گا؟
- کتاب و سنت کا قانون کب رائج ہوگا؟
- فحاشی کے اڈے سینما، ریس، شراب خوری، جوا بازی اور دوسری برائیاں کب دور ہوں گی؟ (ادارہ)

خدام الدین

(ہفت روزہ) لاہور

جلد ۲ | یوم جمعہ ۳ ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۵۶ء | شمارہ ۹

گندم کہاں غائب ہو رہی ہے؟

ابھی چند ہی دن پیشتر اللہ تعالےٰ نے ہمیں سال بھر کا رزق بہم پہنچایا ہے۔ کئی ماہ سے منتظر لوگ نئی فصل کے آنے پر اطمینان کا سانس لیتے ہیں۔ کیونکہ ایک تو ان دنوں نرخ کم ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے اچھی قسم کی گندم دستیاب ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ شہری علاقوں میں تو کھانے کو نہایت ناقص آٹا سرکاری دکانوں پر دیا جا رہا ہے۔ اور دیہات میں ویسے گندم غائب ہو رہی ہے اور نرخ تیز ہو رہے ہیں۔

ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہماری گندم آخر جاتی کہاں ہے؟ برآمد کا تو کیا ذکر گندم کی نقل و حمل مختلف اضلاع کے مابین بھی بند ہے۔ پھر اناج کا فقدان کیوں؟ اور اگر سرکاری خرید نے گندم کا قحط ڈال دیا ہے۔ تو پھر خریدنے ہی کی کیا ضرورت ہے۔ گندم کو عام کاروباری تجارت سے آنے دیجئے۔ ہمیں یقین ہے کہ کم از کم سابق پنجاب کے اضلاع میں بالخصوص اس موسم میں گندم کی کمی نہیں ہو سکتی۔ لامحالہ طور پر گندم کو خطرناک ارادوں کے تحت "زیر زمین" لے جایا جا رہا ہے۔ ملک کے بڑے بڑے ذخیرہ اندوز اناج کو اس لئے چھپا رہے ہیں کہ اگلے سال کی آمد سے چند ماہ پہلے اس کی قیمت دوگنی تگنی وصول کی جائے۔ یا سیلاب آنے کی صورت میں یا ویسے ہی مصنوعی قحط پیدا کر کے غریب عوام سے روپیہ بٹورا جائے۔ شہروں میں تو جوں توں کر کے ناقص ہی سہی پھر بھی راشن پہنچ جاتا ہے لیکن دور دراز دیہات میں ہمارے ملک کی ۸۰ فیصدی آبادی بلاشبہ ذخیرہ اندوزوں کے رحم و کرم پر ہے۔ جو ابھی سے برے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔

یہ امر ہر کہہ و مہ سے مخفی نہیں کہ موجودہ صوبائی وزارت کو نئی زندگی عوام نے دی ہے۔ اور یہ خیال کر کے ان کے مزید تقرر کو برداشت کیا ہے کہ یہ سابقین سے بہتر اعمال نامہ رکھتے ہیں۔ لیکن اگر اس وزارت نے عوام کی اکثریت کے مفاد کی پروا نہ کی۔ تو بڑی ہی کج روی کی بات ہو گی۔

حکومت ایسے افراد سے بے خبر نہیں ہو سکتی جو چور بازاری کی نیت سے ذخیرہ اندوزی کرتے ہیں۔ ان کی نشان دہی ایسے ہی ہو سکتی ہے کہ وہ بہت بڑے مال دار و زمیندار ہوں گے۔ اُن کے ہاں خود بھی اناج کے بے شمار ذخائر ہوں گے۔ اور وہ اپنے کارندوں کے ذریعہ سے مقامی باشندوں سے اونے پونے نرخ پر چھپیا چھپٹی سے گندم وصول کر لیتے ہوں گے۔ پھر ان کا نظم و نسق اور متعلقہ محکمہ میں بھی اثر و رسوخ ہو گا۔ ورنہ ہو نہیں سکتا کہ ان کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو قومی جرم کی جرأت ہو سکے۔

ہمیں معلوم نہیں کہ ایسی خبروں کے اخبارات میں آنے کے بعد حکومت مناسب کارروائی کرتی ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں کرتی تو ہم متنبہ کئے دیتے ہیں کہ اس موسم میں گندم کا روپوش ہونا بہت بڑی قحط سالی کا پیش خیمہ ہو گا۔ اور عوام کی قوت خریدار اتنی کمزور ہو چکی ہے کہ کم سے کم نرخوں پر گندم بکنے سے بھی ایک اوسط شہری یا دیہاتی سے توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے گندم کا سٹاک کر سکے ●

مندرجہ بالا سطور سپرد خامہ ہو چکی تھیں کہ حکومت کی طرف سے گندم کی عام نقل و حرکت اور نرخ بندی کا حکم جاری ہوا۔ شکر ہے کہ کچھ نہ کچھ اقدام اس ضمن میں ہوا ہے۔ کم از کم اگر اس حکم پر ہی پوری پابندی سے عمل درآمد کرا دیا گیا۔ انشاء اللہ عوام کو گندم میں دقت نہ ہو گی۔

بیدخل مزارعین :—

گذشتہ کئی دنوں سے زوجی دیہات سے بیدخل شدہ مزارعین لاہور کے ایک باغ میں ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔ ایک خبر کے مطابق مقامی شہریوں نے ان کی اعانت وغیرہ کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ مزید مزارعین دیہاتی اضلاع سے آنا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں روکا جا رہا ہے

یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آزاد پاکستان کے باشندے یوں کس مپرسی میں مارے مارے پھریں اور باغوں میں ڈیرے ڈالے رہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اہلکاران حکومت ان کے مطالبات کیوں نہیں سنتے؟ اگر یہ جائز ہیں تو مانتے کیوں نہیں

(باقی صفحہ ۱۲ کالم ۳ پر)

شوقِ حدیث

ضیاء الدین قریشی خطیب جامع مسجد واہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ہم اس عنوان میں قارئین کے سامنے حدیث خیرالانام کے ساتھ پہلے حضرات کا جو عشق و تعلق تھا اس کا کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں اور اس عنوان کی دو قسمیں کرتے ہیں۔

قسم اوّل۔ درسِ حدیث

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین جو اس چشمہ سے پہلے خود سیراب ہوئے اور پھر ان کی جدوجہد سے ساری دنیا اس چشمہ سے سیراب ہوئی۔ ان حضرات سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین نے حدیث پاک کو سُنا اور سمجھا اور اپنے اساتذہ کو عمل کرتے ہوئے دیکھا۔ الحمد للہ وہی سلسلہ اب تک باقی ہے اور انشاء اللہ باقی رہے گا۔ اور جب یہ سلسلہ (علم دین) ختم ہوگا تو حسب ارشاد نبوی قیامت آئے گی۔ (ملاحظہ کریں باب اشراط الساعۃ مشکوٰۃ شریف)۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

تذاکروا الحدیث — علم کا مذاکرہ کرو اور ایک
وتزاوروا فانکم — دوسرے سے ملتے رہو ورنہ
ان لم تفعلوا یدرس — حدیث ضائع ہوجائے گی

(مستدرک)

حضرت ابو سعید خدریؓ صحابی فرماتے ہیں۔

تذاکروا الحدیث — حدیث کا مذاکرہ کیا کرو
فان الحدیث یہیج — کہ اس سے حدیث کا
الحدیث — شوق بڑھتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

اِذَا سَمِعْتُمْ مِنَّا — جب تم ہم سے حدیث سنتے
حَدِیْثًا فَتَذَاکَرُوْہُ — ہو تو اس کا آپس میں مذاکرہ
بَیْنَکُمْ فَاِنَّہٗ اِنْ لَمْ — کیا کرو اگر تم یاد نہ رکھو گے
تذاکروہ یذہب۔ — تو ضائع ہو جائے گی (دارمی)

حضرت علقمہؓ فرماتے ہیں :۔

تذاکروا الحدیث — حدیث کا مذاکرہ کیا کرو
فان ذکرہ حیاتہ — کیونکہ اس کا یاد کرنا ہی
اس کی حیات ہے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں :۔

احیاء الحدیثِ — حدیث کا احیاء اس کے
مذاکرتہ — مذاکرہ کرنے سے ہے۔

اعمش فرماتے ہیں۔ کہ اسماعیل ابن رجاء کا یہ معمول تھا۔ کہ حدیث یاد کرنے کے لئے اسے بچوں کے سامنے دہراتے تھے۔ (تہذیب الحدیث)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا درسِ حدیث

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ درس حدیث دیا کرتی تھیں۔ آپ کے حجرہ میں بچے اور عورتیں اور وہ مرد جن سے پردہ نہ تھا آ جاتے باقی مسجد نبوی میں بیٹھتے تھے اور سامنے پردہ پڑا رہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسائل حدیث بیان فرماتی تھیں ملاحظہ فرمائیے احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص۱۵۱ از پروفیسر فیروز الدین روحی صاحب۔

حضرت عائشہ اکثر بچوں کو حدیث سکھانے کے لئے اپنی تربیت میں لے لیتی تھیں۔ اور ان کے مصارف خود برداشت کرتی تھیں۔ عروہ قاسم۔ ابوسلم مسروق، عمرۃ عفیفہ کی تعلیم بڑی شفقت مادرانہ سے کی (تذکرہ ذہبی)

آپ کے شاگردوں کی تعداد دو سو سے زائد تھی ان میں ۳۸ عورتیں تھیں۔ جلیل القدر صحابہ آپ کے تلامذہ میں شامل تھے۔ ابوموسیٰ اشعری ابوہریرہ عبداللہ ابن عمر۔ عبداللہ ابن عباس۔ عمرو ابن العاصؓ۔ وغیرہ ذالک۔

حضرت عمر فاروقؓ کا عجیب کارنامہ

آپ نے تمام ممالک محروسہ میں مدارس قائم کئے (حسن المحاضرۃ) عبداللہ ابن مسعودؓ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ بھیجا۔ معقل ابن یسار و عبداللہ ابن مغفل و عمران ابن حصین کو بصرہ بھیجا۔ عبادہ بن الصامت و ابودرداء کو شام بھیجا۔ (ازالۃ الخفا) کوفہ میں ابن مسعود کے درس میں چار ہزار طلباء شریک تھے (اسرار الانوار)

حضرت ابوادریس خولانی نے بیان کیا۔ کہ میں حمص کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ میں جس میں ۲۲ صحابہ تھے بیٹھ گیا ایک صاحب روایت کر چکتے تو دوسرے صاحب شروع کرتے۔

حضرت نصر بن عاصم لیثی کا بیان ہے۔ کہ میں کوفہ کی مسجد میں گیا تو ایک حلقہ نظر آیا جو نہایت خاموشی کے ساتھ ایک شخص کی طرف کان لگائے بیٹھا ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت حذیفہ ہیں۔ (مسند احمد)

حضرت ابو درداء دمشق میں رہتے تھے وہ درس دینے کے لئے جب مسجد میں آتے تو ان کے ساتھ طلبا کا ہجوم اس قدر ہوتا تھا جیسا کہ بادشاہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان کے درس میں سولہ سو سے زیادہ طلبہ تھے۔

حضرت اشقیاء جب مدینہ آئے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ پوچھا یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے کہا ابوہریرہؓ۔ (ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ کا حلقہ درس حدیث مسجد نبوی میں ہوتا تھا (حسن المحاضرہ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن کو لکھا کہ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دو اور جب میرے خیمہ کے پاس کھڑے ہو تو مجھے حدیث سناؤ (مسند احمد)

اعلام الموقعین میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علم کے تین مرکز تھے۔ مدینہ۔ کوفہ۔ مکہ۔ مدینہ کے صدر مدرس ابن عمرؓ و زید بن ثابتؓ وغیرہ اور کوفہ کے صدر مدرس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مکہ کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

ابومسلم بصری جب بغداد پہنچے تو ایک بڑے میدان میں حدیث کا درس شروع ہوا۔ سات سو آدمی کھڑے ہو کر لکھواتے تھے۔ جس طرح عید کی تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ سبق کے بعد دواتیں شمار کی گئیں تو چالیس ہزار سے زیادہ تھیں۔ اور جو لوگ صرف سننے والے تھے وہ ان سے علیحدہ

فریابی کی مجلس میں اس طرح لکھوانے والے تین سو سولہ تھے۔ اس محنت و مشقت سے یہ پاک علم اب تک زندہ ہے۔ الحمد للہ اب بھی اس گئے گزرے زمانہ میں اگر کوئی درس علم حدیث کے منظر کو دیکھنا چاہتا ہے تو ہر علاقہ میں ایسے چشمے موجود ہیں۔ بھارت میں دیوبند (جہاں تقریباً ہر سال تین سو کے قریب صرف علم حدیث کو سیکھنے کے لئے موجود رہتے ہیں) — سہارنپور۔ دلی۔ مراد آباد۔ پاکستان میں۔ لاہور۔ اکوڑہ خٹک۔ راولپنڈی۔ مدرسہ خادم علوم نبوت کوٹھیالہ شیخاں۔ کراچی غورغشتی وغیرہ

حضرت مولانا نصیر الدین صاحب پشتو کے اندر غورغشتی علاقہ چھچھ میں تقریباً دو سو طلباء کو ہر سال بلا معاوضہ درس دیتے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد۔ (باقی)

بقیہ شذرہ

(ص۳ سے آگے)

اور اگر نا جائز ہیں تو حقائق کو عوام کی بہبودری کیلئے منظر عام پہ کیوں نہیں لاتے۔ اس کو مجرمانہ خاموشی نہ سمجھا جائے۔ تو کیا کہا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

خطبہ یوم الجمعۃ - ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ - ۶ جولائی ۱۹۵۶ء

قانونِ الٰہی

پیغمبر کی مخالفت سے قوم کے دونوں جہان برباد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

پہلی شہادت

قوم نوحؑ

(قال یٰقوم لیس بی ضلالۃ ولٰکنی رسول من رب العالمین ۰ ابلغکم رسٰلٰت ربی وانصح لکم واعلم من اللہ ما لا تعلمون ۰ ...... فکذبوہ فانجینٰہ والذین معہ فی الفلک واغرقنا الذین کذبوا باٰیٰتنا انہم کانوا قوما عمین ۰)

(سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

(ترجمہ: سو نوح علیہ السلام نے) فرمایا - اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں - اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ... . پھر انہوں نے اسے جھٹلایا - پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا - بے شک وہ لوگ اندھے تھے -

نتیجہ

دنیا سے رخصت ہوتے وقت غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ڈوب کر مرے - اور ہمیشہ کے لئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لے کر گئے -

(قال یٰقوم لیس بی سفاھۃ ولٰکنی رسول من رب العالمین ۰ ابلغکم رسٰلٰت ربی وانا لکم ناصح امین ۰ .... فانجینٰہ والذین معہ برحمۃ منا وقطعنا دابر الذین کذبوا باٰیٰتنا وما کانوا مؤمنین ۰)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

(ترجمہ: - ہود علیہ السلام نے فرمایا - اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں - لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں - تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں .... پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - ان کی جڑ کاٹ دی - اور وہ مومن نہیں تھے -

نتیجہ

دنیا سے اللہ تعالےٰ کے غضب میں مبتلا ہو کر مرے "اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے - وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار چلتی رہی - اگر تو موجود ہوتا تو اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا - کہ گویا کہ گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں"۔ سورۃ الحاقۃ پارہ ۲۹ - اور ہمیشہ کیلئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لے کر گئے -

ع ۳

(فعقروا الناقۃ وعتوا عن امر ربھم وقالوا یٰصٰلح ائتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ۰) (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

(ترجمہ: - پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی - اور کہا اے صالح لے آ - ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا - اگر تو رسول ہے - پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے -)

نتیجہ

حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کے باعث دُنیا سے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرے - اور جاتے وقت اپنے کفر کے سبب سے ابدی جہنم کا ٹکٹ لے کر گئے - فاعتبروا یا اولی الابصار

ع ۴

(فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جٰثمین ۰ الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیھا ۚ الذین کذبوا شعیبا کانوا ھم الخٰسرین ۰)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۱ پ ۹)

ترجمہ: پھر انہیں زلزلہ نے آ پکڑا - پھر وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے - جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا گویا کہ وہ وہاں کبھی بسے ہی نہیں تھے جنہوں نے شعیب کو جھٹلایا وہی نقصان اٹھانے والے ہوئے -

پیغمبر خدا حضرت شعیب علیہ السلام کی نافرمانی کرنے کے باعث دُنیا سے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر لعنت کی موت سے مرے - اور اپنی آخرت کو برباد کر کے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے - (وما علینا الا البلاغ)

عمومی تبصرہ

اللہ تعالےٰ نے مذکور الصدر ہلاک شدہ قوموں کے تذکرہ کے بعد ایک عمومی تبصرہ فرمایا ہے -

(ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولٰکن کذبوا فاخذنٰھم بما کانوا یکسبون ۰)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۲ پ ۹)

(ترجمہ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور ڈرتے - تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے نعمتوں کے دروازے کھول دیتے - لیکن انہوں نے جھٹلایا - پھر ہم نے انہیں ان کے اعمال کے سبب سے گرفت کی -

تباہی کا اصلی سبب

انبیاء علیہم السلام کی معرفت جو احکام انہیں دئے گئے - انہیں نہیں مانا - اور خدا سے نہیں ڈرے - اللہ احکامِ الٰہی کو جھٹلایا - انہیں تین وجوہ کے باعث ان پر عذاب الٰہی آیا -

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کے لئے بھی خطرہ

(افامن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا بیاتا وھم نائمون ۰ او امن اھل القریٰ ان یاتیھم باسنا ضحی وھم یلعبون ۰

افامنوا مکر اللہ ج فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون ○ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۲ پ ۹)

ترجمہ:- کیا بستیوں والے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے ان پر رات کو عذاب آ جائے۔ جب وہ سو رہے ہوں یا بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو چکے ہیں۔ کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آ جائے۔ جب وہ کھیل رہے ہوں۔ کیا وہ اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں پس اللہ کی اچانک پکڑ سے بے فکر نہیں ہوتے۔ مگر نقصان اٹھانے والے۔

۲

قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم ط وبئس المھاد ○

(سورۃ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

(ترجمہ:- کافروں کو کہدے۔ کہ اب تم مغلوب ہو گے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے)

حاصل

دونوں اعلانات کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر آپ کی مخالفت سے باز نہیں آؤ گے تو گزشتہ امتوں کی طرح تمہارے بھی دونوں جہان برباد ہو جائیں گے۔ دنیا میں ذلت اور آخرت میں جہنم رسید ہو گے۔ وما علینا الا البلاغ

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی نظر میں

آج کے دور کا مسلمان

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

علی الاعلان مخالفت

اے پاکستان کے مسلمانو! تم نے اللہ تعالیٰ سے اس وعدے پر پاکستان لیا تھا کہ ہم پاکستان میں اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن، اسلامی کلچر رائج کریں گے جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے تمہیں سرزمین ہندوستان سے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے دیا۔ اب تم ہی ایمان سے کہو کہ اس نو سالہ پاکستان کی زندگی میں تم نے پاکستان میں کونسا نیک کام کیا ہے جو پہلے انگریز کے وقت میں رائج نہیں تھا۔ اور کونسی برائی ترک کر دی ہے جو انگریز کے وقت میں رائج تھی۔ بلکہ اگر سچ کہوں۔ اللہ معاف فرمائے گا۔ ہر بدی کا

بقیہ درصفحہ

پہلے سے زیادہ

کشادہ ہو گیا ہے۔ کیا لاہور کی پولیس کی یہ رپورٹ نہیں ہے؟ کہ لاہور میں ۲۵ فیصدی عورتیں رات کو زنا کرتی ہیں۔ اور کیا لاہور کی پولیس کی یہ رپورٹ نہیں ہے کہ سات فیصدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے ٹبی (لاہور کا چکلہ) میں زنا کرنے کے لئے آتے ہیں اور کیا لاہور پہلے سے زیادہ غنڈہ گردی نہیں ہے۔ کیا لاہور میں ایسے واقعات نہیں ہوئے ہیں؟ کہ بیچارا دکاندار سارے دن کی کمائی گتھلی میں ڈال کر دکان کا دروازہ بند کر کے گھر جانے لگا۔ بازار میں غنڈوں نے گتھلی چھین لی اور رفو چکر ہو گئے۔ ابھی پرسوں کا واقعہ ہے۔ کہ لاہور میں پانی کے تالاب کے پاس ایک غنڈہ پارٹی نے پولیس کا مقابلہ کیا۔ سنا ہے کہ اس لڑائی میں پولیس کے چند آدمی زخمی بھی ہوئے۔

اے مسلمانو! کیا انگریز کے وقت میں کبھی ایسے واقعات ہوئے تھے۔ اے لاہور کے مسلمانو! کیا لاہور میں یہ چیز زبان زد خلائق نہیں ہے کہ لاہور میں جتنی شراب ہندو، سکھ، مسلمان پیتے تھے۔ اب اتنی بلکہ اس سے زیادہ فقط مسلمان پیتا ہے۔

علماء کرام

پیغام اسلام در رسول معظول سے نہیں پہنچا ہے اور کیا تم نے پہلی گمراہ امتوں کی طرح اپنے ہادیوں کی تذلیل اور تحقیر کو اپنا شیوہ نہیں بنایا ہے۔ کیا لاہور کے معزز اور متکبر بے دینوں کی زبان پر یہ فقرہ جاری نہیں ہے کہ دو مولوی بیٹھے بے ایمان۔ الغرض بے دینوں کی نظر میں زانی۔ شرابی۔ چور۔ ڈاکو۔ رشوت خوار تو بے ایمان نہیں ہیں۔ اگر بے ایمان ہیں تو فقط علماء دین ہیں

خطرناک راستہ

برادران اسلام حق پرست علماء کرام جو تمہیں دین محمدی کا صحیح اور سچا پیغام پہنچاتے ہیں آپ انہیں کی توہین کرتے ہیں۔ ورنہ وہ علماء جو لوگوں کی خلاف شرع رسوم میں بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ نہ خلق خدا کے اعتقادات کی اصلاح کرتے ہیں۔ نہ اعمال کی اصلاح کا خیال کرتے ہیں۔ آپ ان سے راضی رہتے ہیں۔ آپ نے یہ خطرناک راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ آپ کی آخرت کی تباہی ہوگا۔

ایک مثال

دو قسم کے طبیب لیجئے۔ ایک وہ جو مریض کی سب بیماریاں کھول کھول کر بتلائے۔ اس کے بعد ان کا علاج بتلائے۔ اور آپ علاج کر کے شفا پائیں۔ آپ ایسے طبیب کو یقیناً اپنا خیر خواہ خیال کریں گے۔ اور اس سے خوش ہوں گے دوسرا وہ طبیب جب آپ اس کے پاس جائیں وہ نہ کوئی بیماری بتلائے۔ اور نہ علاج بتلائے اور یہ کہہ دے۔ کہ آپ کی صحت بالکل ٹھیک ہے آپ مطمئن رہیں۔ آپ کو کسی علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یقیناً پہلے طبیب کو سراہیں گے اور دوسرے کو فقط نام کا طبیب خیال کریں گے یہی حال علماء کا ہے۔ ایک آپ کے مصلح اور خیر خواہ۔ اور دوسرے اپنی اغراض کے لئے اس نام کو استعمال کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو علماء میں سے کھرے۔ اصلی۔ سچے اور خیر خواہوں کی تمیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان سے پیغام حق سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وما علینا الا البلاغ

مجلسِ ذکر

(مرتبہ :- چوہدری عبدالرحمٰن خاں صاحب)

جمعرات : ۲۵ر ذیقعد ۱۳۷۵ھ / ۵ر جولائی ۱۹۵۶ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے جو کچھ فرمایا وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کرام کیا جا رہا ہے۔

عجب (خود پسندی) کا علاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اما بعد

میں آپ سے ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں ۔ کہ انسان کی بیماریاں دو قسم کی ہیں۔ (۱) جسمانی (۲) روحانی ۔ جسمانی بیماریوں کے معالج اطباء اور ڈاکٹر۔ اور روحانی بیماریوں کے معالج اولیاء کرام ہیں۔ دوسروں کی روحانی بیماریوں کا وہی علاج کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے مدت مدید تک کاملین کی صحبت میں رہ کر اپنی تربیت کرائی ہو۔ جو خود تربیت یافتہ نہیں وہ دوسروں کا کیا علاج کرے گا۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روحانی بیماریوں کا علاج ویسًا ہوتا تھا۔ اب کسبی طور پر کرنا پڑتا ہے بعض بے سمجھ تصوف کو بدعت کہتے ہیں۔ یہ بدعت نہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن مجید اور حضور کے ارشادات سمجھنے کے لئے نہ صرف نحو کی ضرورت تھی اور نہ علم لغت کی۔ لیکن ہم عجمیوں کے لئے یہ تینوں علوم ضروری ہیں۔ ہم ان کے بغیر قرآن اور حدیث سمجھ ہی نہیں سکتے ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان علوم کا حاصل کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضنے ان کو نہ پڑھا تھا۔

کہتے ہیں کہ دہلی کے آخری بادشاہ اس قدر نازک مزاج تھے کہ ان کو ادویات کھلائی پلائی نہ جاتی تھیں ۔ بلکہ دوائی کو کپڑے میں ملا کر اس پر پانی چھڑک دیتے تھے۔ اس کی خوشبو سے ان کا علاج ہو جاتا تھا۔

بعض لوگوں کے معدے اس قدر نازک ہوتے ہیں کہ ان کو سنا مکی کی خوشبو ہی سے اسہال آنے لگتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اتنے نازک مزاج ہوتے ہیں کہ ہلیلہ کابلی ہاتھ میں لے لینے سے ان کو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ ہر شخص کا تو اس طرح علاج نہیں ہو سکتا۔ جو چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صحابہ کرام رضکو وہبًا حاصل ہوتی تھی وہ اب ہر شخص کو اولیاء کرام کی صحبت میں وہبًا نہیں مل سکتی اس کے لئے ریاضت کی ضرورت ہے۔ جوں جوں حضور کے زمانہ سے بعد ہوتا جاتا ہے باطنی اثرات کم ہوتے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رض عقیدت ۔ ادب اور محبت کی بناء پر مکس لیتے تھے۔ اب بھی اولیاء کرام سے عقیدت ادب اور اطاعت کی بناء پر رنگ چڑھتا ہے۔

روحانی امراض کے لئے ادویات کی ضرورت نہیں حسد وغیرہ کا علاج جلاب سے نہیں ہو سکتا۔ ان سے شفا شیخ کامل کی صحبت میں ہوتی ہے جسمانی امراض کے لئے جسمانی معالج یعنی اطباء اور ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور روحانی امراض کے لئے روحانی معالج یعنی اولیاء کرام کی ضرورت ہے۔ مدت مدید تک کاملین کی صحبت میں رہ کر تربیت یافتہ انسان روحانی معالج بنتا ہے۔ وہ پہلے خود اپنا علاج کرواتے ہیں۔ اور تکمیل تک پہنچنے کے بعد مجاز ہوتے ہیں مجاز کے معنی ہیں اجازت دیا گیا۔ یعنی طب روحانی کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔ اب وہ دوسروں کا علاج کر سکتے ہیں۔ جیسے ہر بی۔ اے۔ ایم ۔ اے ۔ بی ۔ اے کو اور ہر عالم دین درسی کتابیں نہیں پڑھا سکتا۔ سو میں سے دس بمشکل تمام نکلیں گے۔ اسی طرح ہر تربیت یافتہ مجاز نہیں ہوتا۔ شیخ کامل جس کو دوسروں کی تربیت کے قابل سمجھتا ہے اسی کو مجاز بناتا ہے۔

جسمانی اور روحانی علاج متوازی چلتے ہیں روحانی بیماریوں میں ایک عجب بھی ہے جس کو فارسی میں خود پسندی کہتے ہیں۔ عجب یہ ہے کہ "کام تو اللہ کے فضل سے ہو جائے۔ اور انسان اس کو اپنی محنت کا نتیجہ سمجھے۔ خدا کے فضل کو تو بھول جائے۔ اور "میں" کو اس میں داخل کر دے۔ مثلاً ایک طالب علم نے تین ماہ دن کو سورج اور رات کو لالٹین کی روشنی سے پورا فائدہ اٹھا کر بڑی محنت کی۔ کسی دوست سے نہیں ملا۔ اور پاس ہو گیا۔ بے دین تو اس کو اپنی محنت کا نتیجہ تصور کرے گا۔ اللہ کا نام درمیان میں نہیں آئے گا۔ یہ عجب ہے۔ اگر تین مہینے بیمار پڑ جاتے یا پھوڑا نکل آتا تو کیسے محنت کرتے۔ صحت اللہ نے بحال رکھی موانعات اسی نے رفع کئے۔ تربیت یافتہ ہوگا تو کہے گا کہ بوجھ تو بڑا تھا مگر اللہ کا فضل ہو گیا۔ اسی نے صحت اور محنت کی توفیق عطا فرمائی۔ عجب ایک طرح کا شرک ہے۔

قرآن میں ذوالقرنین بادشاہ کا قصہ آتا ہے۔ وہ سیاحت کے لئے نکلا تو ایک ملک میں پہنچا۔ وہاں کے لوگوں نے شکایت کی کہ اس درہ سے یاجوج ماجوج کی قوم آ کر ہمیں لوٹ کر لے جاتی ہے۔ آپ اس درہ کو بند کروا دیجئے۔ اس کے لئے ہم چندہ کر دیں گے ۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھے چندہ کی ضرورت نہیں۔ کام میں ہمارا ہاتھ بٹا دینا۔ بادشاہ نے ایسی بے نظیر دیوار بنائی کہ اب تک عقل حیران ہے۔ معلوم ہوتا ہے کو ہنورہی کی طرح پہاڑ پر چڑھ جانے والی قوم یاجوج ماجوج بھی اس کو عبور نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے لوہے کے تختے بنا کر ان کی درزیں بند کرنے کے لئے پگھلا ہوا تانبا ڈالا۔ عقل میں نہیں آتا کہ اتنی بلند دیوار میں تانبا پگھلا کر کس طرح ڈالا ہوگا۔ پگھلا ہوا تانبا تو آگ کا پہاڑ بن گیا ہوگا۔ جو دو میل سے بھون ڈالے گا۔ آج تو سائنس اتنی ترقی کر گئی ہے۔ اس وقت تو ایسی ایجادات نہ تھیں۔ کوئی آلات ہوں گے جن سے پگھلا ہوا تانبا ڈالا ہوگا۔ جب دیوار بن گئی تو بادشاہ

سلامت پر نہیں کہتے کہ ا مدولت نے یہ کام سرانجام دیا ہے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں:-

هٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي

(سورۃ الکہف رکوع ۱۱ پ ۱۶)

(ترجمہ:- یہ میرے پروردگار کی مہربانی ہے)

دنیا دار وہ نہیں جن کے پاس پیسے ہوں۔ بلکہ دنیا دار وہ ہے جو خدا کی یاد سے غافل ہے سوع

چیست؟ دُنیا از خدا غافل بدن!

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ایک بینوا بھی جو خدا کی یاد سے غافل ہے وہ دنیادار ہے۔ لیکن دولت مند جو خدا کی یاد میں شاغل ہے وہ دیندار ہے۔ کسی بادشاہ کی اللہ تعالےٰ نے تعریف نہیں کی سوائے ذوالقرنین کے۔ اس میں یہی خوبی تھی کہ وہ خدا پرست تھا۔

آج کا سبق یہ ہے کہ اگر نیکی کرنے کی توفیق ہے تو اس کو اللہ کا احسان سمجھا جائے۔

ع منت منہ کہ خدمت سلطان می کنی

منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت

بادشاہ نے پانی کا گلاس مانگا۔ ہم نے دیدیا یہ اس پر ہمارا احسان نہیں۔ بلکہ ہم پر اس کا احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں خدمت کا موقعہ دیا۔ ہم جیسے لاکھوں اس کے خادم ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ جس سے چاہے کوئی نیکی کا کام لے لے۔ ہم جیسے لاکھوں کروڑوں انسان اس کی مخلوق میں موجود ہیں۔ ہر نیکی کو اللہ کا فضل سمجھا جائے نماز پڑھتے ہیں تو اس کا فضل ہے۔ ذکر میں آتے ہیں تو اس کا فضل ہے۔ اس طرح طبیعت میں عُجب پیدا نہیں ہوگا۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو عُجب سے بچائے

آمین یا الٰہ العٰلمین!

بقیہ خزانہ غیب (صفحہ سے آگے)

انہیں پتہ بھی چلے۔ لیکن بات یہ ہے کہ انگریزی تعلیم نے تو ان کی سمجھ ہی ختم کردی ہے۔ جہاں کہیں قرآن مجید اور علماء کا ذکر ہوا۔ تو انہوں نے مخالفت شروع کی یہی وجہ ہے کہ عام لوگ دین سے بے بہرہ ہیں۔ اس کے بعد جناب مولٰنا محمد عبداللہ صاحب نے میری طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ تم بھی کچھ کیا کرو۔ ہر وقت تبلیغ کیا کرو۔ مجاہد بنو۔ لوگوں کی طرح مست ہو جاؤ۔ میں نے کہا آپ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے۔ تاکہ میں بھی دین کی کچھ خدمت کرسکوں آپ نے دُعا فرمائی اور ساتھ ساتھ جانے کی بھی تیاری کرنے لگے۔ میں بھی اُٹھا اور اُن کے ساتھ ہو لیا۔ کوئی بیس گز تک میں ساتھ گیا۔ آپ چلتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے کہ محنت کروگے پھل ملیگا یہ الفاظ آپ نے کئی بار دوہرائے۔ پھر مجھے اجازت دی کہ آپ مکان پر بیٹھیں۔ کیونکہ مکان خالی ہے میں اپنی دکان کی طرف آگیا۔ اور آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ یہ تھی میری دو گھنٹہ کی ملاقات۔ فقط والسلام۔

مرض اور اس کا علاج

(از جناب عاجز لدھیانوی مسجد منٹگمری)

تہذیب جدید نے ہمارے مذہبی اعتقادات کی بنیادوں کو متزلزل کردیا ہے۔ مسموم عقیدے اور فاسد خیالات نئے نئے روپ میں اجاگر ہوکر قلب فطرت پر چرکے لگا رہے ہیں۔ تکبر و نخوت، تصنع و عیاشی اپنے پورے جوبن پر ہے۔ منکرات و معاصی کا ایک طوفان ہے جس کی مصنوعی لذتوں پر چھوٹا بڑا گرفتار ہے۔ تہذیب و انسانیت کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ اخلاقی و مذہبی اقدار پر قدامت پرستی و کوتہ بینی کی پھبتیاں کسی جارہی ہیں فسق و معصیت، فحاشی و عریانی کے خونریز کانٹوں سے گلشن ہستی بھرا پڑا ہے۔ ایک ہمہ گیر اخلاقی پستی ارتقا پذیر ہے۔ غیرت و حمیت، سنجیدگی و متانت ایسی اخلاقی اقدار کا خون ہو رہا ہے تسکین نفس کی خاطر مختلف النوع مفاسد ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں۔ دن بدن فحاشی کے مضبوط اڈے بن رہے ہیں۔ گھر، بازار، دکانیں اور کالج تک جرائم آموز واقعات سے خالی نہیں ہیں۔ معاشقہ، نظربازی۔ بدکاری، اغوا چوری۔ ڈاکہ زنی۔ قتل و غارت، لوٹ، مار انسانیت کے سینہ پر خنجر کی طرح پیوست ہیں۔ شوق و نمود و نمائش کی جلوہ آفرینیاں ہو رہی ہیں۔ کھیلوں سینماؤں میں صنفی بے راہ روی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ جنسی انارکی اور اس خدا ناشناس (مغربی تہذیب) کا ایک سیلاب ہے جو بڑی تیزی کے ساتھ فضل روحانیت کو روندتا ہوا بڑھ رہا ہے۔ روح فکر و عمل بیمار ہو چکی ہے اس کے جوارح و عوارض مفلوج ہو چکے۔ انسانیت کرب و اضطراب سے نالہ و شیون کر رہی ہے۔ جدید علمائے اجتماعیات اس تہذیب کی سرکشی و تند موجوں کی بربادیوں کا سماں دیکھ رہے ہیں۔ اس ہمہ گیر بے چینی میں مار دھاڑ میں چیخ و پکار میں ایک حساس دل و دماغ رکھنے والا انسان سوچتا ہے کہ یہ برائیاں، یہ خلفشار کیوں ہے کہاں سے پیدا ہوا۔ اس کی اصل کیا ہے وہ اپنے قوائے عقل پر زور دیتا ہے تو اس کی چشم حقیقت بین سے بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ اس علم و بصیرت رکھنے والے ترقی یافتہ انسان کو کیا ہو گیا۔ اس کی غیرت و حمیت کہاں گئی۔ اس کی خودداری کس دریا میں ڈوب گئی۔ وہ فاسد خیالات کو تسکین قلب کا تکیہ کیوں بناتا ہے۔ کیا اس کا شعور مردہ ہو گیا ہے۔ یا وہ محض گوشت پوست کا جامد مجسمہ ہے جس کے اندر دھڑکتا ہوا احساس دل نہیں ہے۔

ان تمام مظاہرات و محرکات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ سماجی و معاشی، انفرادی و اجتماعی تہذیبی و تمدنی، باطنی و ظاہری انتشار خداوند قدوس پر عدم اعتماد اور اس کے فرمودات سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ ہم اس کی جبروت اور لامحدود ہستی کے سامنے سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ لذت نفس رقص و سرود نے ہمیں اس قدر مخبوط الحواس کردیا ہے کہ ہم اس کے احکام کو پس پشت ڈالتے ہوئے خواہشات نفس کے پیچھے دوڑتے ہیں۔ تسکین نفس کے لئے ہم تہذیب و انسانیت کو چھوڑ معاصی و کفریات کے گڑھے پر چھلانگ لگا رہے ہیں۔ اتباع نفس خواہ انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی طور پر ہر دو طرح سے اس کے نتائج ملک و ملت، تہذیب و انسانیت کے لئے خطرناک ثابت ہوئے ہیں۔ آج کا انسان انسان کے ہاتھوں ہی تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ اس کے جہل پرور دماغ کی خود ساختہ تہذیب اس کی موت کا سامان کر رہی ہے۔ انسانیت پر ڈھائے جانے والے وحشت ناک مظالم جسم پر لرزہ طاری کر دیتے ہیں۔ ان کے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جانے کے مناظر برداشت نہیں ہو سکتے۔ فلاکت زدہ مخلوق بھیڑوں کی طرح سڑکوں اور پارکوں پر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ معاشی حالات اس قدر مکدر ہو چکے ہیں کہ آلام کے مارے ہوؤں کو جسم چھپانے کے لئے کپڑا اور بھوک مٹانے کے لئے روٹی کا ٹکڑا تک دستیاب نہیں ہوتا۔

سائنس نے اگرچہ بڑی ترقی کی۔ انسان اپنی تحقیقات پر بڑا نازاں ہے۔ باریک سے باریک آلات اور نازک سے نازک مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ زمین کا دامن سمیٹ لیا گیا ہے۔ میلوں کا سفر چند منٹوں میں طے کر لیا جاتا ہے۔ سورج کی توانائی پر قابو پاکر اس سے مختلف قسم کے تجربات و مشاہدات کئے جارہے ہیں۔ ماہرین فلکیات تسخیر قمر کے منصوبے باندھ رہے ہیں۔ مادی وسائل

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

عازمینِ حجِ بیت اللہ شریف

(از طالب چاندپوری)

ہر لمحہ مستِ بادۂ وحدت یہی تو ہیں — مقبولِ بارگاہِ محبّت یہی تو ہیں

دراصل جنکی دولت و ثروت ہے لازوال — وُہ خوش نصیب صاحبِ عظمت یہی تو ہیں

جن سے خدا بھی خوش ہے خدا کا حبیب بھی — وُہ پیکرِ خلوصِ عقیدت یہی تو ہیں

سمجھے ہوئے ہیں اصل میں جو مقصدِ حیات — وہ رہروانِ راہِ حقیقت یہی تو ہیں

جن کو ادائے فرض کی دُھن میں نہیں قرار — سچ پوچھئے وُہ زینتِ جنّت یہی تو ہیں

جو چل دئے ہیں شوق سے گھر بار چھوڑ کر — وہ جاں نثارِ شمعِ رسالت یہی تو ہیں

وُہ حق پرست جن کی دعائیں ہیں با اثر — ہے جن پہ حق کی خاص عنایت یہی تو ہیں

ہنس ہنس کے جھیلتے ہیں جو منزل کی سختیاں — وُہ بے نیازِ فکرِ صعوبت یہی تو ہیں

چہروں سے جنکے نورِ عقیدت ہے آشکار — نازاں ہے جن پہ ذوقِ اطاعت یہی تو ہیں

ہے جن کا رحمتوں کے خزانوں کو انتظار — وُہ خوش نصیب و صاحبِ قسمت یہی تو ہیں

محبوبِ حق نے کھینچ لیا جنکو اپنی سمت!

طالب وُہ کامیابِ محبّت یہی تو ہیں!

الدُّنیا زُورٌ

ازجناب قاری محمد ابراہیم صاحب لائن پال لاہور

ایک مولوی صاحب علم و فضل کے لحاظ سے شبلیٔ دوراں اور زہد و تقویٰ کی رُو سے جنیدِ زماں تھے لیکن عالم ہونے کے باعث افلاس و تنگدستی ان کو وراثت میں ملی تھی۔ دائمی افلاس و تنگدستی سے تنگ آکر ایک روز ان کی اہلیہ نے کہا۔ بے شک دینداری اللہ تعالےٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ لیکن کیا ہی خوب ہوتا اگر آپ دینداری کے ساتھ ساتھ دُنیاداری کا بھی کچھ خیال رکھتے۔ کیونکہ فقر اور کفر ایک دوسرے کے بہت نزدیک ہیں۔

کادَ الفقرُ اَن یَّکُوْنَ کفراً۔ حقوقِ نفس کی ادائیگی بھی انسان پر فرض ہے۔ جائز ذرائع سے حُصولِ دنیا دین کے خلاف نہیں ہے۔ اس تنگدستی نے میرے تو اعتقاد کو متزلزل کردیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ دنیا کے لئے بھی تدابیر اختیار کریں۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ راحت یا تکلیف میں کسی نہ کسی طرح گذر ہی جائے گی۔ ہر حال میں وطیرۂ صبر و شکر اختیار کرنا چاہیئے۔ اور اس عارضی فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے دینداری کو ترک کرکے ابدی راحت سے محروم رہنا نہایت خسارہ کا سودا ہے۔ نیز

اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ

دُنیا ایک مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے۔ بیوی نے کہا کہ دینداری کے ساتھ بھی تو دُنیا کمائی جاسکتی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا یہ بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ دُنیا ایک مکر ہے۔ اور بغیر مکر و فریب حاصل نہیں ہوسکتی۔

اَلدُّنْیَا زُوْرٌ وَلَا یَحْصِلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ

مکر و فریب اور دینداری ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

اگر تیری یہی خواہش ہے۔ تو تجربہ کے طور پر میں تم کو اس کا نتیجہ بھی دکھلا دیتا ہوں۔ تاکہ تجھے پختگیٔ اعتقاد حاصل ہوسکے۔

مولوی صاحب گھر سے رخصت ہوگئے اور چند روز کے بعد کسی دوسرے شہر میں پہنچ گئے۔ چونکہ زورِ علم کی وجہ سے زورِ عقل بھی کافی رکھتے تھے۔ داڑھی منڈوا پیشانی پر قشقہ لگا زنار گلے میں پہن ایک مسجد میں تشریف لے گئے اور نمازیوں کے بھرے مجمع میں اپنے مسلمان ہونے کی خواہش کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا کہ:۔

"میں ایک متمول برہمن خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے میلانِ اسلام کو دیکھ کر تمام اہلِ خاندان میری مخالفت کرتے اور ہر وقت میرے درپئے ایذا رہتے تھے۔ ان کے جور و ظلم سے تنگ آکر اور ان کے وجود کو اپنی اس مبارک خواہش کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھ کر میں اپنی بیوی بال بچوں اور لاکھوں روپیہ کی جائداد کو خیرباد کہہ کر نورِ اسلام سے روشنی حاصل کرنے اور شرفِ ایمان سے مشرف ہونے کے لئے اپنی جان بچا کر وطن سے سینکڑوں کوس دُور یہاں پر حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے مسلمان بنا لیجئے۔"

اس کی اس درخواست پر تمام مسلمان نہایت خوش ہوئے اور شوقِ اسلام میں اس بے نظیر قربانی و ایثار کا اس شہر میں گھر گھر چرچا ہونے لگا۔ مصنوعی برہمن یعنی نومسلم صاحب اسی مسجد میں ہر وقت جاروب کشی کرتے۔ نمازیوں کے وضو کے واسطے پانی بھرتے۔ چراغ وغیرہ جلاتے۔ غرضیکہ مسجد کے متعلق ہر قسم کی خدمت نہایت اہتمام اور تندہی سے سرانجام دیتے اور روکھی سوکھی روٹی کھا کر فارغ وقت میں شب و روز مصروفِ عبادت رہتے۔

چند روز اسی طرح گذر گئے۔ جب لوگوں کے دلوں پر اس کے زہد و ریاضت کا کافی اثر ہوگیا تو ایک دن جمعۃ الوداع کی نماز کے بعد ہزارہا نمازیوں کے مجمع میں آپ نے کھڑے ہوکر باآواز فرمایا الحمدللہ کہ گذشتہ شب حضرت خضرؑ نے میرے عقائدِ اسلامی اور اعمالِ صالحہ کی بنا پر مجھے اپنے سینۂ مبارک سے لگایا۔ اس سے علومِ دین کے تمام دروازے مجھ پر روشن ہوگئے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں بھی رحمتِ حق سے مرحمت شدہ علم و وعظ سے لوگوں کو مستفیض کروں۔ شہرت تو اُن کی پہلے ہی بہت ہو چکی تھی۔ اس غیرمعمولی بات نے سب لوگوں کو متعجب کردیا اور بے ساختہ تمام لوگ اشتیاقِ وعظ اعجاز نما میں ہمہ تن گوش ہوگئے۔

نومسلم صاحب نے منبر پر چڑھ کر اس قدر پُر زور اور رقت خیز تقریر فرمائی۔ کہ فرطِ تاثیر سے ہر ایک شخص بے اختیار رونے لگا۔ سینکڑوں اشخاص نے اسی وقت مرید بننے کی درخواست کی۔ آپ نے سب کو اپنے سلسلۂ ارادت میں منسلک کرکے مرید بنایا اور مریدانِ زُود اعتقاد خوش عقیدہ نے حسبِ توفیق معقول نذرانے دیئے۔ اس کے بعد ہر روز نئے نئے مرید بنائے جانے کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ مصنوعی پنڈت ثم نومسلم اور حال پیر جی نے مریدوں کی ایک فہرست مرتب کی جس میں مرید کا نام و مقام اور رقومِ نذرانہ کا نہایت باقاعدگی کے ساتھ اندراج ہوتا رہا۔ جب کافی رقم جمع ہو گئی تو ایک روز موقع پاکر رات کی تاریکی میں مولوی صاحب کافی دولت ہمراہ لے کر بغیر کسی کو اطلاع دیئے اپنے گھر کو روانہ ہوگئے۔ چند روز بعد گھر پہنچے۔ تو بیوی صاحبہ اس عرصۂ قلیل میں حاصل کردہ دولتِ کثیر کو اپنے افلاس خانہ میں دیکھ کر نہایت خوش ہوئی۔ جبکہ حقیقی معنوں میں اب دولت خانہ بن گیا تھا۔

حضرت مولٰنا صاحب نے حصولِ دولت کے تمام پُرفریب ذرائع کو بیان کرکے کہا کہ اے نیک بخت ایک طرف تو بیان کردہ مذموم طریقوں سے حاصل کردہ یہ دولت کا ڈھیر پڑا ہے۔ اور ایک طرف غیرمرئی دولت ایمان ہے۔ ان دونوں میں سے تو جس چیز کو چاہے قبول کرلے۔ بیک وقت دونوں چیزوں کا اجتماع ناممکن ہے۔ سعادت مند اور ایمان پسند بیوی کے ضمیرِ تربیت پذیر نے اس کلام پُر تاثیر کو سُننے کے بعد دولتِ ایمان کو دولتِ دُنیا پر ترجیح دی۔ اور موجودہ حالتِ افلاس و فقر میں صابر و شاکر رہنا بہزار رضا و رغبت قبول کیا۔ مولوی صاحب نے وہ تمام دولت جو بطور نذرانہ امانت اُن کے پاس چند روز کے لئے تھی۔ اسی شہر میں لے جاکر فہرست مرتب شدہ کی رُو سے اُن مریدوں کو بجنسہٖ تمام و کمال واپس کردی۔ وہاں کے لوگوں نے مولوی صاحب کے اس طرح غائب ہوجانے کو بھی کرامت پر محمول کیا تھا۔ جب انہوں نے دوبارہ مولوی صاحب کے آنے اور رقوم نذرانہ کی تمام و کمال واپسی کا حال دیکھا اور مولوی صاحب نے اس تمام مکر و فریب کا سچا واقعہ اور اس کاروائی کی وجوہات بیان کیں تو اُن کے حُسنِ عقیدت میں مزید تقویت ہوگئی۔ اور بدستور ان کے حلقۂ ارادت میں رہنے کی خواہش ظاہر کی۔ مولوی صاحب نے یہ مخلصانہ درخواست تو چار و ناچار قبول فرمائی۔ لیکن نذرانہ وغیرہ کسی صورت میں بھی قبول نہ کیا۔ اور اپنے گھر واپس آکر اپنی رفیقۂ زندگی کو اپنے جیسا پختہ اعتقاد بنا کر نہایت صابرانہ اور صالحانہ زندگی بسر کی۔ خدا ہم سب کو ایسی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ　　(آمین ثم آمین)

خزانۂ غیب

(۲)

از جناب محمد اکبر صاحب مالک کتب خانہ اکبریہ سانگھڑ (سندھ)

آپ پندرہ منٹ تک خاموش رہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے مرشد صاحب بھرچونڈی شریف والوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میرے مرشد صاحب کی مجلس میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہوتا تھا جو نماز نہ پڑھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو سفید ریش آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو میرپور متھیلو کے رہنے والے تھے۔ اور بڑے نامی گرامی چور بھی تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ ایک جگہ سے مال چوری کرتے۔ اور دوسری حد پر لے جاتے وہاں اپنے مقرر شدہ آدمیوں کو مال دے دیتے۔ اور پھر وہاں سے مال چوری کرتے تو پہلی حد پر لے آتے۔ ان میں سے ایک کا نام سائیں بادشاہ تھا اور دوسرے کو فقیر کے نام سے لوگ پکارتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے چور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ دونوں آدمی اب میرپور متھیلو سے دوسری حد پر چوری کی غرض سے جا رہے تھے۔ جب بھرچونڈی شریف کے نزدیک پہنچے۔ تو ان کو بھوک محسوس ہوئی۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ چلو بھرچونڈی شریف چلیں وہاں سے کھانا بھی کھائیں گے۔ اور وہاں پر ایک بزرگ ہے ان کی بھی زیارت کریں گے۔ تاکہ ہم خیریت سے اپنا کام کر لیں۔ وہ دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ کہ ہم بھوکے ہیں کھانا کھائیں گے۔ حضرت نے خادموں کو کہا۔ کہ انھیں کھانا کھلایا جائے۔ خادم تو کھانا تیار کرنے میں لگ گئے اور آپ نے ان آدمیوں کا حال دریافت فرمایا۔ بعد میں چند باتیں نصیحت کی بھی ارشاد فرمائیں۔ اتنی دیر میں کھانا آ گیا۔ اور ان دونوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد یہ دونوں پھر حضرت کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ پھر حضرت سے کافی گفتگو ہوئی اتنے میں نماز کا وقت قریب آ گیا۔ تو حضرت نے خادموں کو نماز کی تیاری کے لئے حکم دیا۔ اور ان دونوں کو بھی وضو کرنے کے لئے کہا۔ اس گفتگو کا گہرا اثر ہوا ان میں سے فقیر پر تو غشی کی حالت تھی۔ قریب تھا کہ وہ گر جاتا۔ کہ حضرت نے ہاتھ کو پکڑ کر جھنجھوڑا کہ فقیر اٹھو۔ وضو کرو۔ فقیر کی جو آنکھ کھلی تو کہنے لگا فقیر تو یہاں نہیں ہے۔ یہ تو ایک مٹی کا ڈھیر ہے جو کسی کام کا بھی نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فقیر ابھی زندہ ہے اور ابھی نماز پڑھے گا۔ حضرت تو اتنا فرما کر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ اور فقیر بھی ہوش میں آنے پر نماز میں شامل ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی وہ دونوں حضرت کے قدموں میں گر پڑے اور سچے دل سے توبہ کی اور عرض کرنے لگے کہ ہم بہت گنہگار ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح راہ پر چلائے۔ حضرت نے ان کے حق میں دعا فرمائی جس کا اثر یہ ہوا۔ کہ جتنا مال چوری کا جمع تھا سب کا سب واپس دیدیا۔ جس کا مالک نہ ملا اس کو خدا کے نام پر خیرات کر دیا۔

یہ تھا حضرت کی ایک صحبت کا اثر۔ موجودہ زمانے میں اکثریت علمائے کرام اور صوفیائے عظام سے متنفر ہے صحبت تو درکنار۔ اُن کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ جیسا کہ پچھلی قوموں نے اپنے وقت کے پیغمبروں کی نافرمانی کی۔ اور اُن کو بُرا بھلا کہا۔ ہر کام میں ہر حق کی بات میں اُن کی مخالفت کی۔ اب بھی لوگ علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے ساتھ یہ ہی برتاؤ کر رہے ہیں۔ اور دیکھ لینا ان کا بھی وہ ہی حشر ہوگا۔ جو پچھلی قوموں کا ہوا تھا۔ سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالےٰ کو برحق ماننا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اور اس کے بھیجے ہوئے رسولوں پر ایمان لانا اور جو کتابیں پہلی اور پچھلی اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی ہیں اُن پر ایمان لانا۔ اور جو احکام اُن میں ہیں اُن پر حسب توفیق عمل کرنا۔ کوئی اور تعلیم تو نہیں دیتے تھے۔ کہ بڑے زمین کے رقبے جمع کرنا۔ بڑی بڑی بلڈنگیں تیار کرنا یا فلاں زمین ہمارے نام الاٹ کر دینا یہ تو کبھی نہیں کہا تھا بلکہ ان چیزوں کو تو روکنے کے لئے وہ مبعوث ہوتے تھے۔ موجودہ جو علمائے کرام و صوفیائے عظام ہیں۔ وہ بھی تو حق بات ہی کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نیک کام کرو۔ اور بُرے کاموں سے بچو۔ غرض یہ کہ سوائے دین محمدی کی اشاعت کے اور کوئی مطلب ان کا نہیں ہے۔ لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اس کے بعد مولینا عبد الماجد دریا بادی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ قاری محمد طیب صاحب مہتمم دیوبند نے میرپور خاص میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ مولینا عبد الماجد ایک کمیونسٹ خیال کے آدمی تھے۔ نہ خدا کو مانتے تھے۔ نہ کسی اور چیز کے قائل تھے۔ ایک دن خواب میں

اگلی ملاقات مولینا روم سے ہوئی۔ مولینا نے کہا عبد الماجد تم قرآن مجید پڑھا کرو۔ مولینا عبد الماجد صاحب نے کہا۔ چھوڑو مولینا صاحب کوئی کتاب بتاؤ تو پڑھیں بھی یہ تیرہ سو سال کی پرانی کتاب کیا پڑھیں۔ مولینا نے کہا کہ آپ اسکو ایکبار ضرور پڑھیں اسکے بعد پھر آپ کی مرضی ہے لیکن ایک بار اسے پڑھ کر دیکھیں آخر انہوں نے وعدہ کیا کہ اگر آپ مجبور ہی کرتے ہیں تو میں اسے پڑھ کر دیکھوں گا پھر اس بات کو ایک ہفتہ گذر گیا۔ مولینا عبد الماجد صاحب نے توجہ نہ دی۔ آخر ایک دن خیال آیا کہ مولینا روم نے قرآن مجید پڑھنے کے لئے کہا تھا۔ چلو آج پڑھ کر ہی دیکھیں۔ کہ اس میں کیا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اُٹھے اور قرآن مجید کا ایک نسخہ کہیں سے لے آئے۔ اور جس طرح ناول پڑھا جاتا ہے۔ کوٹ پتلون بوٹ ٹائی وغیرہ سب کچھ پہنے ہوئے کرسی پر بیٹھ کر پڑھنا شروع کیا۔ پہلے بسم اللہ کا ترجمہ پڑھا۔ پھر الحمد للہ سے لے کر بقر کا ایک رکوع معہ ترجمہ اور تفسیر پڑھ لیا۔ تو کچھ سوچ میں پڑ گئے جس طرح ناول خوانندہ حضرات ناول شروع کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے نتیجہ کو سمجھنے کے لئے بے چین ہوتے ہیں۔ اور دوسرے سب کام چھوڑ کر اسی دھن میں لگے رہتے۔ اسی طرح مولینا عبد الماجد صاحب بھی سوچ رہے تھے۔ کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے۔ کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور سب تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ اس طرح جو ترجمہ انہوں نے پڑھا تھا اس کے متعلق سوچتے رہے۔ پھر دوسرے دن ایک رکوع کا ترجمہ پڑھا۔ غرض یہ کہ جیسے جیسے وہ آگے پڑھ رہے تھے۔ اس میں اُن کی بہت دلچسپی بڑھ رہی تھی اسی اثنا میں ایک دن پھر مولینا روم سے ملاقات ہوگئی انہوں نے پوچھا کہ عبد الماجد قرآن مجید پڑھا کرتے ہو تو فرمانے لگے کہ ہاں میں تو سمجھتا تھا کہ یہ پرانی کتاب ہے لیکن اس میں تو بہت کام کی باتیں ہیں۔ جو چیز کہیں دوسری کتب میں نہ ملے وہ اسمیں ملجاتی ہے۔ میں نے چھ پارے تک پڑھ لیا ہے اور بہت لطف محسوس ہوا ہے۔ مولینا روم نے پوچھا کہ کیسے پڑھتے ہو۔ تو مولینا عبد الماجد صاحب نے فرمایا۔ بس یونہی کرسی پر بیٹھ کر جیسے ناول یا دوسری کتب پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کرو۔ اور ادب سے پڑھو تو اور بھی لطف آئے گا۔ لہذا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کیا تھا کہ سب کی سب کتب ایک طرف رکھ دیں۔ فقط قرآن مجید کے مطالعہ میں لگ گئے۔ ایسا مطالعہ کیا کہ قرآن مجید کی تفسیر خود انہوں نے لکھی ہے۔ جو بہت جلد مقبول ہوگئی۔ اور آجکل وہ تفسیر ماجدی کے نام سے تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور میں شائع ہو رہی ہے جس کی تقریباً تین جلدیں پندرہ پارے کی تیار ہو چکی ہیں۔ موجودہ زمانے میں لوگ قرآن مجید کے نزدیک جانے ہی نہیں نام سے بھاگتے ہیں۔ اگر اس کو پڑھیں سمجھیں تو پھر

(باقی صفحہ ...)

بقیہ مرض اور اسکا علاج

(صفحہ سے آگے)

انتہائی ارتقاء کو پہنچ گئے ہیں۔

سائنس والے کہتے ہیں کہ سائنس کی کامرانی تحقیقات و تدقیقات کی برق رفتاری نوع انسان کی تمام اخلاقی معاشرتی، قومی، ملی، انفرادی، اجتماعی برائیوں کا علاج ہے لیکن جہاں تک تجربات کا تعلق ہے، یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سائنس انسانی انتشار کرب و اضطراب کرنے میں ناکام رہی ہے اس نے آج تک انسان کو کوئی نظریہ حیات۔ کوئی مربوط آئیڈیالوجی نہیں دی جو اس کی مصیبتوں کا علاج کرتی اور وہ اطمینان کے دن گذار سکتا ہے بلکہ اضطراب و بے چینی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ سائنس صرف مادیات پر کنٹرول کر سکتی ہے۔ یہ شر کا انسداد نہیں کر سکتی۔ یہ انسان کے لئے کوئی نظریہ حیات تو کیا بناتی بلکہ ہائیڈروجن اور ایٹم بم جیسے ہلاکت خیز بم مہیا کر دیتے ہیں تاکہ نہ انسان ہی رہے اور نہ ہی اسے کسی نظام زندگی کی ضرورت درپیش ہو۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ آخر اس پریشان حال بلکتی ہوئی مخلوق کی مصیبتوں کا کوئی علاج بھی ہے جسے نہ معالجین نفسیات پہچانتے ہیں اور نہ ہی علماء کے اجتماعیات چارہ گری کی کوئی تجویز کرتے ہیں۔ دور حاضر میں انسانیت کی پستی کا اگر کوئی علاج ہے تو وہ دین اسلام ہے۔ اسلام انسان کو ایک اطمینان بخش۔ صالح معاشرہ عطا کرتا ہے۔ یہ ایک جامع نظریہ حیات ہے۔ انسان کی جملہ امراض کا علاج نہ تو مادی فلسفے میں اور نہ ہی مغربی تصورات ہیں۔ بلکہ ان ہمہ گیر الجھنوں کا ہمہ گیر حل اسلام میں ہے۔

دنیا کے دوسرے ادیان و مذہب ان الجھنوں کو دور کرنے اور گتھیوں کو سلجھانے سے قاصر ہیں یہ شرف صرف اسلام کو ہی حاصل ہے۔ یہ ایک دین فطرت ہے۔ جس طرح قادر مطلق انسانی جذبات و عواطف اور مزاج و طبیعت کا خالق ہے اور اس کے اغراض و مقاصد سے خوب واقف ہے اس لئے اس نے دین بھی ایسا ہی عطا کیا جس میں انسان کی تمام ضروریات کا بین حل ہے۔ انسان ایک اجتماعی مخلوق ہے۔ اسلام اس کے فطری مقتضیات میں اس کی پوری رہنمائی کرتا ہے۔

خواہ زمانہ بدلتا رہے حالات میں تبدیلی ہوتی رہے، تاریخ میں انقلاب آتے رہیں۔ مگر دین فطرت کے اصول و قوانین اپنی جگہ اٹل ہیں۔ یہ ہر زمانہ ہر حالات میں اپنی اجتماعی خصوصیت کی بنا پر پورے طور سے قابل قبول ہوتے ہیں۔ یہ کہنا کہ زمانہ کامرانیوں کی انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے، تہذیب تمدن کے پیمانے

تبدیل ہو چکے ہیں۔ اس لئے یہ دین اجتماعیت کے مقتضیات پر حاوی نہیں ہو سکتا، محض ایک سطحی دلیل ہے۔ کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہوتا ہے علمائے نفسیات اور مغربی مفکرین اگر چاہیں تو اسلام کی عسکری اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس کے اصول و نظریات کو سیاست و معاشرت میں اپنا کر دیکھیں کہ کس طرح یہ معاشرے کے مفاسد کو ختم کرتا ہے کس طرح ایک صالح معاشرے کی تعمیر ہوتی ہے۔

اسلام نسل آدم کو نسلی تعصبات کی ہلاکت خیزیوں سے بچا کر اس میں خلوص و اتقاء محبت و اخوت باہمی یگانگت ایسی اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا کر دیتا ہے یہ ہمارے مسائل کو مابعد الطبیعاتی نظریہ سے حل کرتا ہے۔ یہ انسان کو شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑتا بلکہ اس کے افکار و اعمال کی باگ ڈور ضمائر حقیقی کے قبضہ میں دے دیتا ہے۔ اس پر حیات بعد الممات حشر و نشر، سزا و جزا کے پہرے بٹھا کر عیش و عشرت کی تباہ کاریوں سے نجات دلاتا ہے جسم انسانیت کے رستے ہوئے ناسوروں کا علاج اسلام ہے۔

لطف و لطائف

از جناب خاموش مبلغ صاحب ملتان

رات کو سوتے وقت کی دعائیں

● حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رات کو

حٰمٓ الدخان

پڑھے تو صبح تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے (مغفرت مانگتے) ہیں۔

(مشکوٰۃ فضائل القرآن)

● حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ سوتے تھے۔ یہاں تک کہ سورہ الٓمٓ تنزیل اور سورہ ملک

تبارک الذی بیدہ الملک

پڑھ لیتے۔ (احمد ترمذی۔ دارمی مشکوٰۃ)

● حضرت ابی الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں کر سکتا کہ رات میں تیسرا حصہ قرآن کا پڑھے۔ عرض کیا گیا۔ کوئی کیسے پڑھے گا قرآن کا تیسرا حصہ تو فرمایا کہ قل ھو اللہ احد کا پڑھنا برابر ہے تیسرے حصہ قرآن کے (بخاری مسلم)

● حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بچھونے پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ اپنی داہنی کروٹ پر لیٹے اور سو بار سورہ اخلاص قل ھو اللہ احد پڑھے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالےٰ فرماویں گے۔ اے میرے بندے بہشت کی کی داہنی طرف داخل ہو جا (ترمذی ۱۲ مشکوٰۃ)

● حضرت فروہ بن نوفل سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز سکھلایئے کہ اپنے بچھونے پر لیٹتے وقت کہوں تو فرمایا کہ

قل یا ایھا الکافرون

پڑھ۔ بیشک وہ شرک سے بیزاری ہے

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ دارمی ۱۲ مشکوٰۃ)

● حضرت عثمان ابن عفانؓ سے روایت ہے کہ جس شخص نے سورہ آل عمران کا آخر رکوع یعنی

اِنَّ فی خلق السمٰوات
والارض واختلاف الیل
والنھار لاٰیٰتٍ لاولی
الالباب ۵

آخر سورۃ تک رات کو پڑھا اس کے لئے تمام رات کا قیام لکھا جاتا ہے

دارمی ۱۲ مشکوٰۃ کتاب
فضائل القرآن

خط و کتابت کرتے وقت خریدار حضرات چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو "خادم الدین" ۵ رجب ۱۹۵۹ء)

اِسلام اور اخلاق حسنہ

نمبر (۲)

(از حکیم احمد حسن صاحب قریشی بھوئی گاڑ۔ ضلع اٹک)

بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اسلامی عبادات وعقائد میں اخلاق حسنہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اسلام ایک خشک مذہب ہے جو صرف چند عبادات چند عقائد اور چند اعمال کی تبلیغ کرتا ہے۔ پھر ہمارے جاہل واعظوں نے بھی اسلام کا یہ نقشہ اسلام سے ناواقف لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ صرف اسی قدر ہے جو چند عبادات وعقائد پر ہی مشتمل ہے۔ اسلام کی اصل روح اور سپرٹ کو انہوں نے پیش نظر نہیں رکھا۔ یہاں ہم تفصیل سے اس بات کو واضح کریں گے کہ اسلام کی تمام عبادات وعقائد میں اخلاق حسنہ کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے۔

بعض ان احادیث کی بنا پر جن میں اسلام کی عمارت کو ایمان کے بعد نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے چار ستونوں پر قائم بتایا گیا ہے بظاہر یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ اسلام کی اس عمارت میں اخلاق حسنہ کو کوئی جگہ ہی نہیں دی گئی۔ حالانکہ دوسرے اہم مقاصد کے علاوہ ان عبادات سے ایک مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی ترتیب وتکمیل ہے قرآن پاک میں یہ نکتہ ہر جگہ نمایاں طور پر واضح کیا گیا ہے چنانچہ نماز کا ایک فائدہ یہ بیان کیا گیا ہے

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ

(کہ وہ بری باتوں سے باز رکھتی ہے) روزہ کی نسبت فرمایا۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ وہ تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے اسی طرح زکوٰۃ کا تو مقصد ہی انسانی ہمدردی اور غمخواری ہے۔ اور حج بھی مختلف طریقوں سے ہماری اصلاح و ترقی کا ذریعہ اور اپنی اور دوسروں کی امداد کا وسیلہ ہے اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے ان چاروں ارکان کے نام الگ الگ جو کچھ ہوں مگر ان کے بنیادی مقاصد میں اخلاقی تعلیم کا راز مضمر ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز اس لئے فرض کی گئی اور اسی لئے حج کے ارکان بنائے گئے۔ تاکہ خدا کی یاد کی جاوے۔ تو اگر دل میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو جو مقصود ہے تو اس یاد الٰہی کی قدر وقیمت کیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو برائی سے اور بدی سے نہ روکے تو ایسی نماز اس کو خدا سے اور دور کرتی ہے (ابن جریر وابن ابی حاتم)

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر سورۃ عنکبوت میں ان تمام روایتوں کو یکجا نقل کر دیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس کو اس کی نماز برائی اور بدی سے نہ روکے اس کی نماز ہی نہیں ہے۔ اسی طرح روزے کے متعلق فرمایا کہ روزہ رکھ کر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس چیز کی ضرورت نہیں کہ انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے ان تعلیمات سے اندازہ ہوگا۔ کہ عبادات ایک اہم مقصد اخلاق کا تزکیہ بھی ہے

اخلاق حسنہ ایمان کے مظہر ہیں

دراصل ایمان جو اگرچہ مذہب کا اصل الاصول ہے۔ لیکن اس بناء پر کہ وہ دل کے اندر کی بات ہے جس کو کوئی دوسرا نہیں جانتا اور زبان سے ظاہری اقرار کر سکتا ہے۔ اس لئے اس امتحان کی پہچان اس کے نتائج وآثار یعنی اخلاق حسنہ کو قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۃ مومنون کی ان آیات کی خط کشیدہ عبارتیں اس کو واضح کرتی ہیں:۔

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون۔ والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون۔ والذین ھم لفروجھم حافظون۔ والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون والذین ھم علی صلواتھم یحافظون

ان آیات میں اہل ایمان کی کامیابی کے لئے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں لغویات سے اعراض۔ فیاضی (زکوٰۃ) پاک دامنی۔ ایفائے عہد کو خاص رتبہ دیا گیا ہے۔

تقویٰ

اسلامی اصطلاح میں انسان کی اس قلبی کیفیت کا نام جو ہر قسم کی نیکیوں کا محرک ہے۔ تقویٰ ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعہ اس چیز کو واضح کر دیا ہے۔ کہ تقویٰ والے وہی لوگ ہیں جن کے یہ اوصاف ہوں۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (سورہ بقرہ ۲۲ رکوع)

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح راستبازی تقویٰ کا دوسرا نتیجہ اخلاق کے بہترین اوصاف فیاضی ایفائے عہد اور صبر وثبات وغیرہ ہیں۔ اسی طرح تقویٰ کا پہلا نتیجہ ایمان ہے۔ قرآن مجید میں اس قسم کی بے شمار آیات موجود ہیں۔ جن میں کامیابی کی کلید اخلاق حسنہ کو قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران رکوع ۱۴)

ولیطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما و اسیرا۔

ان آیات اور اس قسم کی دوسری آیات کی جو تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زبان فیض ترجمان سے احادیث میں بیان فرمائی۔ اس کو ذرا تفصیل سے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ حضورؐ کی تعلیمات میں اخلاق کو کیا درجہ حاصل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جو دعا مانگتے تھے۔ اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہوتا تھا۔

واھدنی لاحسن الاخلاق لایھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیاتھا الا انت (مسلم باب الدعا فی الصلوٰۃ)

اور اے میرے خدا تو مجھ کو بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی کر تیرے سوا کوئی بہتر سے بہتر اخلاق کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اور برے اخلاق سے مجھ کو پھیر دے۔ اور ان کو نہیں پھیر سکتا مگر تو۔

ان الفاظ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ایک پیغمبر اپنے تقرب اور استجابت کے بہترین موقع پر خداوند کریم سے جو چیز مانگتا ہے وہ حسن اخلاق ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا (ترمذی)

"مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔"

غور کیجئے۔ یہاں ایمان کے کمال کا معیار جس چیز کو قرار دیا گیا ہے۔ وہ حسن اخلاق ہے۔ کہ اسی پھل سے اس درخت کی پہچان ممکن ہے۔ اسی طرح فرمایا نماز روزہ کے قائم مقام جو چیز ہے وہ حسن اخلاق ہے۔

ان الرجل لیدرک بحسن خلقہ درجۃ قائم اللیل وصائم النھار

انسان حسن الاخلاق سے وہ چیز پا سکتا ہے جو دن بھر کے روزہ رکھنے اور

رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

اسلام میں اخلاق ہی وُہ معیار ہے جس سے باہم انسانوں میں درجہ اور رتبہ کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔

فرمایا :-

خیارکم احسنکم اخلاقاً

(تم میں سے سب سے اچھا وُہ ہے۔ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں)

دوسری حدیث میں آتا ہے :-

قیامت کے ترازو میں حسن خلق سے زیادہ کوئی چیز بھاری نہ ہوگی کہ حسن اخلاق والا اپنے حسن خلق سے ہمیشہ کے روزہ دار اور نماز کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ (ترمذی شریف)

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ :-

بندہ کو خالق کی طرف سے جو کچھ ملا ہے۔ اس میں حسن اخلاق کا عطیہ سب سے بڑا ہے۔ (حاکم - نسائی - ابن ماجہ)

ایک اور حدیث ہے کہ :-

اللہ کے بندوں میں اللہ کا سب سے پیارا وُہ ہے۔ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں (طبرانی)

اس سے معلوم ہوا کہ حسن خلق خدا کی محبت کا ذریعہ ہے۔ اور در حقیقت رسول کی محبت کا بھی یہی ذریعہ ہے (باقی آئندہ)

الاستفتاء

(از حضرت مولانا مفتی محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد - لاہور)

سوال ۱

کیا فرماتے ہیں علمائے اس مسئلہ میں کہ مردار جانور کے سینگ یا ہڈی یا ہاتھی دانت کی کنگھی کرنا جائز ہے، یا نہیں۔ بینوا و توجروا

(مستفتی عبدالرحمٰن از گوجرخان)

الجواب وھو الموافق للصواب

مردار جانور کے سینگ اور ہڈیوں سے اور ہاتھی دانت سے کنگھی بنی ہوئی کا استعمال شرعاً جائز ہے۔ ملاحظہ ہو ۔۔۔ ہدایہ اولین کی عبارت۔ قولہ

لا باس ببیع عظام المیت وصوفہا وقرنہا وشعرھا ووبرھا والانتفاع بہا لانہا طاھرۃ لا یحلہا الموت لعدم الحیٰوۃ والفیل کالخنزیر نجس العین عند محمدؒ وعندھما عینۃ لنا السباع حتی یباع عظمہ وینتفع بہ

(ترجمہ) مردے کی ہڈیاں اور سینگ بال صوف کے بیچنے اور اس سے نفع اٹھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ طاہر ہے اور موت عدم حیات کی وجہ سے کسی چیز کو حلال نہیں کر سکتی ہے اور ہاتھی کا حال سور کا ایسا ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک وُہ نجس العین ہے اور شیخین رحمہا اللہ کے نزدیک وُہ درندوں کا ایسا ہے کہ اس کی ہڈیاں بیچی جا سکتی ہیں۔ اور ان سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اور شیخ عبدالحق رح دہلوی شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کی تفسیر میں جو سنن ابوداؤد میں ہے۔ کہتے ہیں وُہ حدیث یہ ہے :-

یا ثوبان اشتر لفاطمۃ قلادۃ من عصب وسوارین من عاج ۔

ترجمہ :- اے ثوبان فاطمہ کے لئے ایک قلادہ اور عاج کے دو کنگن خریدو۔

اور محدث عبدالحق رح کی تفسیر یہ ہے :-

المعروف بین العامۃ ان العاج فی الفیل وقیل ھو عظم ظہر السلحفاۃ البحریۃ او عظم دابۃ بحریۃ غیرھا اسمہا الذبل یتخذ منہ السوار والمشط وفی القاموس العاج الذبل وعظم الفیل وقال التورپشتی ذکر الخطابی فی تفسیرہ انہ الذبل ونقل ذالک عن الاصمعی والعجب العدول عن اللغۃ المشہورۃ الی ما لیشتہر بین اہل اللسان

ترجمہ :- عام طور سے یہ مشہور ہے۔ کہ عاج ہاتھی کے دانتوں کو کہتے ہیں اور بعض کے خیال میں کچھوے کے پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ یا اس کے علاوہ کسی اور بحری چوپایہ کی ہڈی کو کہتے ہیں اور تورپشتی نے کہا ہے جس کا نام ذبل ہے۔ اس سے کنگن اور کنگھیاں بنتی ہیں۔ قاموس میں ہے۔ عاج ذبل اور ہاتھی کی ہڈی کو کہتے ہیں۔ اور تورپشتی نے کہا ہے کہ خطابی نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ عاج ذبل کو کہتے ہیں یہی اصمعی سے منقول ہے اور تعجب یہ ہے کہ لغت مشہور سے عدول کیا جاتا ہے۔ اور اس کے معنی وہ بیان کئے جاتے ہیں جو اہل زبان میں مشہور ہے

اور فتح القدیر میں ہے :-

قیل روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اشتری لفاطمۃ سوارین من عاج وظہر استعمال الناس لہ من غیر نکیر ومنہم من حکی اجماع العلماء علی جواز بیعہ وفی صحیح البخاری قال الزھری ادرکت ناساً من سلف العلماء یمتشطون بعظام المیتۃ نحو الفیل ونحوہ ویدھنون فیہا ولا یرون بہ باساً وقال ابن سیرین و ابراہیم لا باس بتجارۃ العاج

ترجمہ :- کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے لئے عاج کے دو کنگن خریدے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ ان کا استعمال لوگوں کے لئے بلا کسی انکار کے جائز ہے۔ اور بعض لوگ عاج کی بیع کے جائز ہونے کے متعلق علماء کا اجماع نقل کرتے ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ زہری رح نے کہا ہے کہ میں نے علمائے سلف میں سے بہت سے علماء کو مردے کی ہڈی سے کنگھا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مثلاً ہاتھی وغیرہ کی ہڈیاں اور اس میں تیل استعمال کرتے اور کچھ حرج نہ سمجھتے۔ ابن سیرینؒ اور ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ عاج کی تجارت میں کچھ حرج نہیں ہے لہذا مردار کی ہڈیوں سے بنی ہوئی کنگھی کا استعمال شرعاً جائز ہے۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم -

(باقی کالم ۱ کے نیچے)

بقیۃ الاستفتاء

(کالم ۳ سے آگے)

سوال ۲

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی جس کا نام حمید اللہ تھا۔ اس پر کسی کا قرضہ تھا۔ بغیر ادائے قرض حمید اللہ مر گیا۔ اب طلب دریافت یہ امر ہے۔ کہ مرنے کے بعد حمید اللہ بوجہ اس کے ذمے کے قرض کے اللہ اس کو عذاب کرے گا یا نہ۔ بینوا و توجروا

(سائل محمد عمر از راولپنڈی - صدر بازار)

الجواب وھو الموفق للصواب

شرعاً مدیون عند اللہ مقید رہتا ہے بوجہ عدم ادائیگی دین کے اور اپنے مقصود تک نہیں پہنچتا اپنی وحشت اور تنہائی اور قید اور صالحین اور شفیعوں کی صحبت سے دور رہنے کی اللہ سے شکایت کرتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے جو حضرت براءؓ ابن عازب سے مروی ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم دین والے کا جنازہ نہیں پڑھایا کرتے تھے۔ جیسے کہ کتب حدیث میں مفصلاً مذکور ہے۔ لہذا اگر حمید اللہ کے لواحقین میں استطاعت ہو تو اس کے دین کو ادا کریں۔ ورنہ قرض خواہوں سے معاف کرا دیا جاوے۔ فقط (ہذا ما عندی واللہ اعلم)

اشاعت قرآن حکیم

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کے زیر اہتمام حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب ہر سال دورہ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ اس کے لئے مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء لئے جاتے ہیں۔ ان کے قیام و طعام وغیرہ کی انجمن کفیل ہوتی ہے۔ یہ دورہ یکم رمضان سے شروع ہو کر ذیقعد کے عشرہ آخر میں ختم ہوتا ہے کامیاب ہونے والے علمائے کرام کو ایک سند عطا کی جاتی ہے۔ جس پر حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ العالی کے دستخط ہیں۔ حسب دستور سابق اس سال بھی دورۂ تفسیر ۲ رمضان المبارک کو شروع ہوا۔ اور ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ (یکم جولائی ۱۹۵۹ء) کو اسناد عطا کی گئیں۔ ۷۴ حضرات کا داخلہ ہوا۔ ۳۲ نے امتحان دیا جن میں سے صرف ایک فیل ہوا۔ پاس ہونے والے حضرات کے اسماء گرامی اور حاصل کردہ نمبر درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	اسم گرامی	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر
۱	مولوی محمد اسحٰق صاحب	محمد زمان صاحب	بنوں	۱۰۰
۲	مولوی شاکر اللہ صاحب	مولانا عبد الخالق صاحب	پشاور	۱۰۰
۳	مولوی نور حبیب صاحب	مولوی عبد القادر صاحب	پشاور	۱۰۰
۴	مولوی میر اسلم صاحب	فیض طلب صاحب	مردان	۱۰۰
۵	مولوی حافظ محمد زمان صاحب	مولوی میرداد خاں صاحب	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	۱۰۰
۶	مولوی چراغ الدین صاحب	محمد ابراہیم صاحب	ملتان	۱۰۰
۷	حافظ مسکین احمد صاحب	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب	بہاولپور	۱۰۰
۸	مولوی ولی محمد صاحب	سید احمد صاحب	ہزارہ	۱۰۰
۹	حافظ نور احمد صاحب	علی محمد صاحب	گوجرانوالہ	۱۰۰
۱۰	مولوی مسعود الحق صاحب	مولوی عبد القادر صاحب	ہزارہ	۱۰۰
۱۱	مولوی سعید اللہ صاحب	مولوی سید روح اللہ صاحب	پشاور	۱۰۰
۱۲	مولوی غلام یحییٰ صاحب	مولوی عبد اللطیف صاحب	کیمبل پور	۱۰۰
۱۳	مولوی نور محمد صاحب	مولوی اللہ وسایا صاحب	ملتان	۱۰۰
۱۴	مولوی محمد انور صاحب	غلام محمد صاحب	بہاول پور	۱۰۰
۱۵	مولوی عبد الغفور صاحب	میاں عبد العزیز صاحب	لائل پور	۱۰۰
۱۶	مولوی عبد الحمید صاحب	عبد المجید صاحب	سرگودھا	۱۰۰
۱۷	مولوی خلیل الرحمن صاحب	محمد نصر اللہ صاحب	ملتان	۹۹
۱۸	مولوی عبد العلیم صاحب	محمد یوسف صاحب	مردان	۹۸
۱۹	مولوی محمد سعید الحق صاحب	قاضی آثار الحق صاحب	پشاور	۹۷

نمبر شمار	اسم گرامی	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر
۲۰	مولوی محمد عارف صاحب	قلندر صاحب	ہزارہ	۹۷
۲۱	مولوی زیارت گل صاحب	سناب گل صاحب	مردان	۹۵
۲۲	مولوی شمس الرحمن صاحب	مولوی آفتاب الدین صاحب	پشاور	۹۵
۲۳	مولوی عبد اللہ صاحب	قاری مبشر علی صاحب	سلہٹ	۹۳
۲۴	مولوی عبد الروف صاحب	محب اللہ صاحب	ہزارہ	۹۱
۲۵	مولوی سید احمد صاحب	سکندر میاں صاحب	نواکھلی (مشرقی پاکستان)	۸۶
۲۶	مولوی سید حسین صاحب	عبد الشکور صاحب	اکیاب (برہما)	۸۲
۲۷	مولوی خدا بخش صاحب	حاجی الہی بخش صاحب	ملتان	۸۱
۲۸	مولوی عبد الرحمان صاحب	محمد جعفر صاحب	سرگودھا	۶۷
۲۹	مولوی ولی اللہ صاحب	احمد علی صاحب	تپرہ (مشرقی پاکستان)	۵۷
۳۰	مولوی محمد مسلم صاحب	سعید احمد صاحب	اکیاب (برہما)	۴۹
۳۱	مولوی عبد الرشید صاحب	مولوی عبد الغفار صاحب	ہزارہ	۴۸

شادی کمیشن پر غور و خوض کے لئے علماء کرام کے بورڈ کا تقرر

اکوڑہ خٹک۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ نے عائلی کمیشن کی رپورٹ کی شدید مذمت کی ہے۔ اور اسے اسلام کے اجتماعی اور بنیادی اصول کے لئے ایک کھلا چیلنج قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں دار العلوم حقانیہ کی جانب سے رپورٹ کے غیر شرعی حصہ کو مسترد کرانے کی مہم بھی چلائی جائے گی۔ شیخ الحدیث صاحب نے تمام مسلمانوں سے عموماً اور علماء کرام و فضلاء و معتقدین دار العلوم حقانیہ سے خصوصاً اپیل کی ہے۔ کہ اس رپورٹ کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کیا جائے اور متفقہ طور پر اسے ناقابل عمل بنا دیا جائے۔

بورڈ کا تقرر

اس رپورٹ کی شرعی اقتصادی اور معاشی حیثیت کو عوام پر واضح کرنے کے لئے شیخ الحدیث صاحب نے ایک بورڈ مقرر کر دیا ہے۔ جو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب کے علاوہ مولانا عبد الغفور صاحب صدر مدرس دار العلوم حقانیہ اور مولانا مفتی محمد یوسف صاحب مدرس دار العلوم پر مشتمل ہے۔ یہ کمیٹی دوسرے علماء کرام و عمائدین قوم کے مشورہ سے شادی بیاہ کے شرعی حقوق۔ بورڈ کی آئینی حیثیت اور اسلام کے صحیح مقرر کردہ حقوق کو وضاحت سے مرتب کر کے عوام اور شادی کمیشن کے سامنے پیش کرے گی۔ بورڈ کے اراکان نے حکومت سے شادی کمیشن رپورٹ کے تفصیلی دفعات اور مولانا احتشام الحق کے اختلافی نوٹ کو مشتہر کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

ملتان میں

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور

۱۔ طبیب امیر علی قریشی کتب فروش۔ مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر۔
۲۔ ڈاکٹر فیروز الدین صاحب بوہڑ دروازہ ملتان شہر۔
۳ عبد الواحد صاحب بیگ۔ پینٹر اندرون دہلی دروازہ ملتان شہر۔
۴ مولانا اسعد اللہ صاحب۔ خطیب۔ سدو حسام ملتان چھاؤنی۔
۵ مولوی غلام قادر صاحب۔ مسجد جنازگاہ۔ ملتان شہر۔
۶ مرکز تبلیغی جماعت ابدالی روڈ مسجد غلام علی صاحب ملتان چھاؤنی۔

سے حاصل کریں

انسان کیا ہے

از حکیم حافظ محمد یوسف رشید چغتائی ایڈیٹر ماہنامہ "الشفاء" کھروڑ پکا (ملتان)

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا (سورہ الدہر رکوع ۱ پ ۲۹)

ایک وقت تھا۔ کہ حضرت انسان کا صفحہ ہستی میں نام و نشان نہ تھا۔ تعلقات و علائق دنیا سے بے خبر ایسے گمنام و بے نشان تھے۔ کہ فرشتوں کو بھی ان کے وجود اور ان کے مراتب و کارناموں کا کچھ علم نہ تھا۔ وہ بھی نہیں جانتے تھے۔ کہ انسان کیا ہے۔ اس بناء پر فرشتوں نے کہدیا۔ اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ (سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب مقرر کرتا ہے۔ جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزی کرے گا۔

ایک عرصہ تک حضرت انسان اسی گمنامی کی حالت میں رہے۔ اور ان کو اپنی ہست و بود کا کچھ غرور و گھمنڈ نہ تھا۔ پس خالق کون و مکان نے اس خاکی پتلے کو خود اپنے ید قدرت سے بنایا۔ اور روح ڈال دی اور پھر ایک مقدس و برگزیدہ عبادت گزار جماعت کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ہدایت کی اسی فرمان کی سرتابی کرنے والے پر خدائے قہار و جبار کا عتاب نازل ہوا۔ نہایت سختی سے حکم عدولی کا سبب دریافت کیا گیا۔ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ (سورہ ص رکوع ۵ پارہ ۲۳)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اے ابلیس! جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کونسی چیز مانع ہوئی کیا تو نے (ازراہ) تکبر کیا ہے۔ یا تو دراصل بڑے لوگوں میں سے ہے)

زاں بعد حضرت انسان کے شان شایاں ان کو کھانے پینے کے لئے طرح طرح کے مطاعم لذیذہ رہنے سہنے کے لئے نہایت عالی شان محل تفریح و سیر کرنے کے لئے پُر فضا سرسبز باغات و نہریں عطا ہوئیں مگر پھر اس ملعون اور بارگاہ ایزدی کے مقہور نے حسد کے مارے ان تمام انعامات و اکرامات اور آسائش و آرام کے سامان سے حضرت انسان کو محروم کرنے کے لئے ایک نہایت گہری چال چلی

قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا یَبْلٰی (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶)

ترجمہ: شیطان نے کہا کہ اے آدم کہو تو میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتا دوں اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو)

حضرت انسان اس چال اور گہری سازش کو نہ سمجھ سکے اپنے دین و ایمان کے دشمن کے پھسلانے میں آکر خالق و مالک کی نظروں سے گر گئے اور ابلان کو جنت کے باغات سے نکل کر دارالمحن (دنیا) میں آنا پڑا۔ اور اس طرح بنی نوع انسان کی زندگی کا دنیاوی دور شروع ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور بی بی حوا کے ذریعے سے حضرت انسان کی دنیاوی ہستی کا سامان مہیا کیا۔ قطرہ ناپاک سے ان کی بنیاد ڈالی گئی۔

کچھ عرصہ شکم مادر میں رہ کر زندگی کا چولا زیب تن کیا۔ اور پھر روتے پیٹتے چیختے شور مچاتے صفحہ ہستی پر آموجود ہوئے۔ بس حقیقت انسانی یہ ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ (سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ہے۔ اور پھر ہم ہی نے اس کو محفوظ جگہیں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم ہی نے نطفے کا لوتھڑا بنایا اور پھر ہم ہی نے لوتھڑے کا مضغہ بنایا۔ پھر ہم ہی نے مضغے کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مڑھا پھر ہم ہی نے گویا بالکل دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس خدا بڑا ہی بابرکت جو سب بنانے والوں میں سے سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

اور دنیا کی ہوا لگتے ہی حضرت انسان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور خدا نے جو عطیات مرحمت فرمائے تھے۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں سننے کے لئے کان کھانے پینے کے لئے منہ بولنے کے لئے زبان سونگھنے کے لئے ناک چلنے پھرنے کو پاؤں وغیرہ وغیرہ ان سے ہر طرح کے فوائد و منافع حاصل کرنے لگے تو ان انعامات الہٰیہ کو اپنے اندر پاکر حضرت انسان جامہ میں پھولے نہ سما سکے۔ اپنے محسن و خالق کی شکر گزاری کی بجائے انہیں یہ گھمنڈ ہوا۔ کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ اور یہ عام انعامات اور یہ سب قسم کی قوتیں ہم نے خود اپنے زورِ بازو اور قوتِ علم و عمل سے اپنے اندر پیدا کی ہیں۔ مشاہدہ شاہد ہے۔ کہ نہایت نحیف و ضعیف عاجز و ناتوان پیدا ہوئے تھے اگر ہم اصولِ صحت کی پابندی نہ کرتے حفاظت جسم کی خاطر ورزش نہ کرتے غذا کے کھانے میں بے اعتدالی برتتے تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے باقی آنکھ، کان، ناک اور دیگر اعضاء نیز انسانی طریقے پر ہمارا پیدا ہونا ایک فطری و جبلّی بات ہے۔ ابتدا آفرینش عالم سے یوں ہی ہوتا آیا ہے۔ اور ہمیشہ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا (نعوذ باللہ) ان باتوں میں خدا کو دخل دینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس زعم فاسد کی بنا پر عقیدہ باطل رکھنے والے حضرت انسان نے خوب دل کھول کر قانون الٰہی کی دفعات کی خلاف ورزی کی اور اپنے نفس کو ہلاکت میں مبتلا کیا۔ چنانچہ وہ دل و دماغ جو قانون قدرت کی منشا کے مطابق ذکر و شغل اور معاوف علمیہ سے معمور رہنا چاہیے۔ وہ ہوا و ہوس اور خیالات فاسدہ کا مخزن بنا ہوا ہے اور وہ آنکھیں جو قدرت الٰہی کی صناعیوں اور خدا کی حکمتوں نیز فرمان الٰہی کو بنظر تعمق دیکھنے برے بھلے میں تمیز کرنے کے لئے عطا کی گئی تھیں۔ وہ طرح طرح کے ناچ و رنگ کھیل کود اور تماشوں کے دیکھنے اور محرمان شرعیہ کے نظارہ میں مصروف ہیں۔

وہ زبان جو حق کہنے اور ما فی الضمیر کو صاف ادا کرنے کے لئے اور دردمندوں کی تسلی و تشفی کے لئے عطا کی گئی تھی۔ وہ آج بے جا خوشامد اور اپنے عزیزوں اور بھائیوں کی دل آزاری کے لئے تیر و پیکان سے بھی کہیں خطرناک زیادہ ہے۔

جَرَاحَاتُ الِسّنَانِ لَهَا الْتِئَامُ وہ ہاتھ جو بیواؤں بیکسوں کی مدد کر سکتے تھے۔ مصیبت زدوں پر ستم ڈھانے کا آلہ بنے ہوئے ہیں ؎

الغرض:۔ حضرت انسان کی اس قسم کی زیادتیاں تو اپنے نفس اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں۔ مگر بعض افراد انسانی جیسا مذکور بھی ہو چکا ہے اپنے خالق اکبر کی جناب میں بھی گستاخی کرنے سے نہیں چوکتے (نعوذ باللہ) کبھی تو خدا کو معطل قرار دیتے ہیں۔ کبھی خدا کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ بعضوں نے تو خدا کو معبود باطل کہدیا فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی اور (فرعون) نے کہدیا کہ میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں۔ بہت سے انسانوں نے مختلف کرامات اور کرشموں کو اپنی خدائی کا

(باقی صفحہ ۱۹)

وہ امور جو عذاب قبر سے نجات دینے والے ہیں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کارپوریشن لاہور)

قراءت الٓمٓ سجدہ

دارمی نے اپنی مسند میں خالد بن معدان سے روایت کیا ہے کہ الٓمٓ تنزیل سجدہ قبر میں اپنے صاحب کی طرف سے جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، اور اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو تو مجھ کو اس سے مٹا دے، اور وہ اس پر مثل پرند کے ہو جاتی ہے کہ اپنے دونوں بازوؤں کو اس پر پھیلا دیتی ہے، اور اس کے لئے شفاعت کرتی ہے، اور اس کو عذاب قبر سے منع کرتی ہے اور سورہ تبارک میں بھی ایسا ہے (یعنی ہم کو اس میں بھی ایسا ہی پہنچا ہے) تو خالد رات کو نہ سوتے تھے، یہاں تک کہ ان کو پڑھ لیتے۔

دارمیؒ اور ترمذیؒ نے جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ سوتے تھے یہاں تک کہ آپ الٓمٓ تنزیل السجدہ اور تبارک الذی نہ پڑھ لیتے۔

قراءت سورۂ یٰس

روض الریاحین یافعیؒ میں بعض صالحین اہل یمن سے مروی ہوا ہے کہ انہوں نے کسی میت کو دفن کیا، پس جب لوگ واپس پھرے تو قبر میں سخت مار کوٹ سنائی دی، پھر قبر سے ایک کالا کتا باہر نکلا، تو ایک شیخ نے اس سے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو، تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں میت کا عمل ہوں تو شیخ نے کہا کہ یہ مار کوٹ تجھ پر تھی یا اس پر، تو اس نے کہا کہ مجھ پر، میں نے اس کے نزدیک سورۂ یٰس اور اس کی بہنوں کو پایا، تو وہ میری اور اس کے درمیان حائل ہو گئیں اور میں باہر نکال دیا گیا۔

صلوٰۃ دافع عذاب قبر

اصبہانی نے ترغیب میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جس کسی نے شب جمعہ میں مغرب کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اذا زلزلت الارض پندرہ بار تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر سکرات المیت کو آسان فرماتا ہے اور اس کو عذاب قبر سے پناہ میں رکھتا ہے اور اس کے لئے قیامت کے روز پل صراط پر گزرنا آسان فرما دیتا ہے۔

روز جمعہ یا شب جمعہ میں مرنا

ابو یعلیٰ نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے روز مرتا ہے، وہ عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے، اور بیہقی نے عکرمہ بن خالدؓ سے روایت کیا ہے کہ جو کوئی جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرتا ہے، اس پر مہر ایمان کے ساتھ مہر کی جاتی ہے، اور وہ عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے۔

موت رمضان شریف

حافظ ابن رجب نے کہا ہے کہ باسناد ضعیف انسؓ سے مروی ہوا ہے کہ ماہ رمضان میں مردوں سے عذاب قبر اٹھا لیا جاتا ہے۔

مقامات اہل قبور

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں بعض اولیا کرام سے حکایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس امر کی دعا کی کہ وہ مجھ کو مقامات اہل مقابر دکھا دے، تو میں نے ایک رات کو دیکھا کہ قبریں پھٹیں اور ناگہاں ان میں کوئی تو سندس پر سو رہا ہے، اور کوئی حریر پر سو رہا ہے اور کوئی دیباج پر سو رہا ہے، اور کوئی ریحان (پھولوں کے گلدستوں) پر سو رہا ہے اور کوئی تخت پر سو رہا ہے، اور ان میں سے کوئی روتا ہے، اور کوئی ہنستا ہے، تو میں نے کہا کہ اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو تو کرامت میں ان سب کو برابر کر دیتا تو اہل قبور میں سے کسی نے آواز دی کہ اے فلانے یہ اعمال کی منزلیں ہیں، اصحاب سندس تو اصحاب خلق حسن ہیں، اور اصحاب حریر اور دیباج شہدا ہیں اور اصحاب ریحان روزہ دار ہیں اور اصحاب مراتب یعنی تخت والے اللہ کی راہ میں باہم محبت رکھنے والے ہیں اور رونے والے، سو وہ گنہگار ہیں اور رہے ہنسنے والے سو وہ تائبین ہیں۔

لا الٰہ الا اللہ والوں پر وحشت قبر نہیں ہوتی

طبرانی اور ابو یعلیٰ اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصبہانی نے ترغیب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ لا الٰہ الا اللہ والوں پر موت کے نزدیک وحشت نہیں ہے، اور نہ ان کی قبروں میں وحشت ہے، اور نہ ان کے نشر یعنی اٹھنے میں وحشت ہے (مطلب یہ ہے کہ ان کو کسی حالت میں بھی وحشت نہ ہوگی)

مسلمانوں کیلئے لا الٰہ الا اللہ انس ہے

ابو القاسم الحنفی نے دیباج میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ لا الٰہ الا اللہ مسلمان کے لئے اس کی موت کے نزدیک انس ہے اور اس کی قبر میں اور جبکہ وہ قبر سے باہر نکلے۔

انبیاء کرامؑ اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں

ابو یعلیٰ اور بیہقی نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور امام مسلم نے انسؓ سے روایت کیا ہے کہ جس رات حضورؐ کو معراج کرائی گئی تو آپؐ موسیٰ علیہ السلام پر گزرے، اور وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

ثابت البنانیؓ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا

حماد بن سلمہ نے ثابت البنانیؓ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے اللہ اگر تو نے کسی کو اسکی قبر میں نماز دی ہے، تو مجھ کو بھی میری قبر میں نماز عطا فرما، اور نیز ابو نعیم نے جبیرؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں، میں نے ثابت بنانیؒ کو ان کی لحد میں اتارا ہے، اور میرے ساتھ حمید الطویل تھے، پس جب ہم ان پر اینٹیں برابر کر چکے تو ان میں سے ایک اینٹ گر گئی تو ناگہاں وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے، اور اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس کی قبر میں نماز عطا کی ہے تو تو یہ بات مجھ کو بھی عطا فرما، سو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو رد کرنے والا نہ تھا۔

قبر سے قراءت قرآن شریف کا سننا

ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابو نعیم نے ابراہیمؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم سے ان لوگوں نے حدیث بیان کی ہے جو صبح کے وقت مقام حص پر گزرتے تھے، انہوں نے کہا کہ جب ہم اطراف قبر ثابت البنانیؓ پر گزرتے تھے تو ہم قراءت قرآن کو سنتے تھے۔

ابن عباسؓ نے کہا کہ بعض اصحاب نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا، اور ان کو یہ گمان نہ تھا کہ وہ قبر ہے ناگہاں اس میں ایک آدمی سورہ ملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے اس کو ختم کیا تو یہ شخص صحابی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اس واقعہ کی خبر دی، تو حضورؐ نے فرمایا کہ یہ منجیہ ہے یہ مانعہ ہے کہ قاری کو عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

ابوالقاسم السعدی نے کتاب الروح میں کہا ہے کہ یہ حضورؐ کی جانب سے اس امر کی تصدیق ہے کہ میت اپنی قبر میں پڑھتا ہے، کیونکہ عبداللہؓ نے اس امر کی خبر دی اور حضورؐ نے اس کی تصدیق فرمائی اور امام کمال الدین بن الزملکانی نے کتاب عمل المقبول فی زیارۃ الرسول میں کہا ہے کہ یہ حدیث اس امر پر واضح الدلالت ہے کہ میت اپنی قبر میں سورۂ ملک پڑھتا ہے اور نیز اس روایت میں یہ ذکر واقع ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کا اس کے ساتھ اور بعض کا نماز کے ساتھ اکرام فرمایا ہے اور وہ اپنی زندگی میں اس کی دعا بھی کیا کرتے تھے پس جب کہ اللہ تعالیٰ کا اولیائے کرام کے ساتھ یہ اکرام ہے کہ وہ ان کو ان کی قبروں میں طاعت اور عبادت کی قدرت عطا فرماتا ہے تو عطاء اس قدرت کے لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بھی اولیٰ اور انسب ہیں۔

میت کو قبر میں قرآن شریف پڑھتے دیکھنا اور سننا

کتاب الروضہ میں عبداللہ بن محمد بن منصور سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم الحفار نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک قبر کھودی تو اس سے ایک اینٹ نکل گئی، تو جب اینٹ کھلی تو میں نے مشک کی خوشبو سونگھی تو ناگہاں ایک بوڑھا شخص اپنی قبر میں بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا ہے، شیخ ابوالحسن بن علی نے فرمایا کہ یہ اللہ کے نیک بندے تھے، جو کثرت سے تلاوت کلام مجید کیا کرتے تھے، اور پھر کہا کہ ہم اس جگہ کو خیر سورۂ تبارک الذی سنتے ہیں۔

مردے کو خواب میں قرآن پڑھتے دیکھنا

حافظ ابوبکر خطیب نے بسند خود عیسیٰ بن محمد الطوماری سے روایت کیا ہے کہ میں نے ابابکر بن مجاہد المقری کو خواب میں دیکھا گویا کہ وہ قرآن پڑھ رہے ہیں، اور گویا کہ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم تو مردہ ہو اور تم قرآن پڑھتے ہو تو گویا کہ وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں ہر نماز اور ختم قرآن شریف کے بعد اس کی دعا کیا کرتا تھا کہ اے اللہ تو مجھ کو ان لوگوں میں کر دے جو اپنی قبر میں قرآن پڑھتے ہیں تو میں اپنی قبر میں (قرآن) پڑھتا ہوں۔

برزخ میں شغل علم

کسی نے حافظ ابوالعلاءؒ الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ کسی شہر میں ہیں، جس کی تمام دیواریں کتابیں ہیں تو (اس امر کو) ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ وہ مجھکو (میری قبر میں) علم کے ساتھ مشغول کرے جیسا کہ میں اس کے ساتھ (دنیا میں) مشغول رہتا تھا، سو میں اپنی قبر میں علم کے ساتھ مشغول رہتا ہوں۔

عبداللہ بن عمر بن حرامؓ کی قبر سے قراءت قرآن کا سننا

طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنا مال لانے کا ارادہ کیا جو غابہ میں تھا تو مجھ کو (راستہ میں) رات ہو گئی، تو میں نے قبر عبداللہ بن عمر بن حرام کی جانب ٹھکانا پکڑا، تو میں نے قبر سے ایسی عمدہ قراءت سنی کہ میں نے اس سے بہتر کبھی نہ سنی تھی تو میں حضورؐ کی خدمت میں آیا، اور میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ عبداللہ ہے، کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ نے ان کی روحوں کو قبض کر کے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھا ہے، پھر ان کو وسط جنت میں لٹکایا ہے، پس جب رات ہوتی ہے تو ان کی روحوں کو ان کی جانب پھیر دیتا ہے، سو وہ ایسے ہی رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب فجر طلوع کرتی ہے تو ان کی روحیں اپنے مکان کی جانب پھیر دی جاتی ہیں، جس میں کہ وہ تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حارثہ کو جنت میں قرآن پڑھتے سننا

نسائی، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں سو گیا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، تو میں نے ایک قاری کی آواز سنی کہ وہ پڑھتا ہے، تو میں نے کہا۔ کہ یہ کون ہے، تو انہوں نے کہا کہ یہ حارثہ بن النعمان ہیں، تو حضورؐ نے فرمایا کہ ماں کے ساتھ سلوک کرنا ایسا ہی ہے۔ ماں کے ساتھ سلوک کرنا ایسا ہی ہے ماں کے ساتھ سلوک کرنا ایسا ہی ہے، اور حارثہ اپنی ماں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ سلوک کرنے والے تھے، اور بیہقی نے ابی ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں ہوں، پس اسی اثنا میں کہ میں اسی میں تھا، میں نے ایک آدمی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے کہا کہ یہ کون ہے، تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ حارثہ بن النعمان ہیں (تو آپؐ نے فرمایا) ماں کے ساتھ سلوک کرنا ایسا ہی ہے، ماں کے ساتھ سلوک کرنا ایسا ہی ہے، ماں کے ساتھ سلوک کرنا ایسا ہی ہے۔

بقیہ انسان کیا ہے؟ (صفحہ سے آگے)

سبب ٹھہرایا۔ اور اپنی معبودیت کا اظہار کیا معبود برحق کے مقابلے جنت و دوزخ بنوائی۔ خود قطرہ ناپاک کو سجدہ کیا۔ اور کرایا۔ اور اسے گستاخ انسانوں نے ذراسی دیر کے لئے تدبر و تفکر سے کچھ کام لیا ہوتا۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ انسان کی ہستی ہی کیا ہے۔ اور حضرت انسان کی بساط ہی کیا ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات ذرا اپنی اصلیت پر توجہ کرنی چاہئے۔ کبھی معلوم ہو جاتا۔ کہ حضرت انسان نہایت ہی قلیل ذلیل اجزاء سے بنائے گئے ہیں۔ پھر اس ترکیب کے بعد اگر شکم مادر میں مناسب غذا نہ پہنچتی پیدا ہونے کے بعد والدہ کے دل میں اللہ تعالیٰ محبت نہ ڈالتا اور وہ صرف چند گھنٹے ہی دودھ نہ پلاتی۔ تو پھر کیا حضرت انسان کی ہستی باقی رہ سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر قسم کی ارضی و سماوی آفات سے اس وقت تک جبکہ حضرت انسان سن شعور کو بھی نہیں پہنچے تھے۔ کس نے بچایا تھا۔ خوبصورتی بدصورتی قوت شنوائی گویائی۔ بصارت وغیرہ یہ سب باتیں کسی آج کل کے سائنس والوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ بلکہ ان تمام باتوں کا بنانے والا صانع حقیقی ہے۔ جو نہ کسی سے مشورہ کرتا ہے۔ اور نہ مدد کا طلبگار ہے

انسان کو اپنی رعنائی اور دلربائی پر گھمنڈ کرنا۔ جسمانی قوت و طاقت پر فخر کرنا بے سود ہے کیونکہ انسان سے بڑھکر طاقت رکھنے والے خدا کی مخلوق بہائم ہے۔ انسان کی طرح بولنے والے اور خوش الحان پرندے ہیں۔ وہ دل بھی رکھتے ہیں اور دیگر اعضاء بھی چیخنے بھی ہیں۔ اور ہلاتے بھی اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدمیت اور انسانیت کسی اور ہی چیز کا نام ہے۔ اور انسان محض چند انعامات و عطیات کی وجہ سے علوم الہیہ اور کنہ باری کی حقیقت تک رسائی نہیں کر سکتا ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎
دریں دریہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

جو شخص توفیق ایزدی سے اپنی ہستی اور اصلیت و حقیقت پر نظر رکھتا ہے۔ وہی کامل انسان ہے۔ وہ خدا کو پہچان سکتا ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور وہ جان سکتا ہے۔ اور اس کو یقین کامل ہو سکتا ہے۔ کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا صرف وہی قدیر و بصیر ہے۔ اور اس کی اور اس کی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی وہی ذات مقدس لائق عبادت اور قابل ستائش ہے وہی مارتا ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے۔ پس جس انسان کی نظر الہی ہستی کی حقیقت کو دیکھ رہی ہے۔ وہ مقدس انسان تمام بنی نوع انسان کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھتا ہے۔ اور ایک جنس اور ہم نوع ہونے کی حیثیت سے تمام انسانوں کو بھائی بھائی خیال کرتا

ص ۲۴

ص ۲۴
ہے۔ اور لڑائی جھگڑے دنگے فساد کو بہائم کا خاصہ جانتا ہے ؎

ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف است جنگ

الوداعی اشعار (پشتو)

نتیجہ فکر مولوی شمس الرحمٰن آزاد پشاوری فاضل دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اے قاسم العلومؒ! رب دِ تالری روخانہ
اے مدرسہ قاسم العلوم! اللہ تعالےٰ تجھے درخشاں رکھے

ہولہ دِ دنیا کڑہ منورہ دَ قرآنہ
تو نے ساری دُنیا کو قرآن مجید کی روشنی سے منور کر دیا

دَ لرے لرے مُلک طالبان در تہ راغلی یوُ
ہم دُور دراز ملکوں کے طالبعلم تیرے پاس آئے ہیں!

دا دَ گلو باغ دے بلبلان پہ چغیدلی یوُ
یہ پھولوں کا باغ ہے جس پر ہم بلبلوں کی طرح چہچہاتے ہیں

اُس دِ کے موکڑے لمنے دَ گلو نو خو لہ تانہ
اب ہم پھولوں سے اپنی جھولیاں بھر کر تجھ سے رخصت ہو رہے ہیں

اے قاسم العلومؒ رب دِ تالری روخانہ
اے قاسم العلوم! پروردگار تجھے (تا دیر) روشن رکھے

ستا دَ فیوضات نہ مونگہ ہول شو مالامال
تیرے فیوضات سے ہم سب مالا مال ہو گئے ہیں

دا مو تمنا دَ چہ ہمیش دِ دِی وصال
ہماری یہ آرزو ہے کہ ہمیں ہمیشہ تیرا وصال نصیب ہو!

ستا پہ جدائی کښں مونگہ خبر نہ یوُ لہ ځانہ
تیری جدائی میں ہم شدت غم سے اپنی جان سے بے خبر ہیں

اے قاسم العلومؒ رب دِ لری روخانہ
اے قاسم العلوم۔ پروردگار تجھے درخشاں رکھے

ستا دَ لمن لاندے چہ مونگہ ورځی تیر کڑے دی
تیرے دامن کے نیچے ہم نے جو دن گزارے ہیں

ډیر دِ محبتہ م دَ اچغے وہلے دی
کثرت محبت کی وجہ سے دل نے بہت نالہ و فغاں کیا ہے

ورک دِ شی فراق صبر مِ نہ کیگی لتانہ
تیری جدائی ختم ہو جائے! میں تجھ سے صبر نہیں کر سکتا

اے قاسم العلومؒ رب دِ تالری روخانہ
اے مدرسہ قاسم العلوم ....

ستا پہ جدائی کښں م زڑگے پہ ژڑا سر دے
تیری جدائی میں میرے دل کو گریہ زاری سے سروکار ہے

سکروہو دَ ہجران تہ داځما سینہ مجمر دے
جدائی کے انگاروں کے لئے میرا سینہ انگیٹھی ہے

دا لرم ارزو چہ م جدا نہ کښں لہ ځانہ
میری یہ تمنا ہے کہ مجھے اپنے آپ سے جدا نہ کرے

اے قاسم العلومؒ رب دِ تالری روخانہ
اے قاسم العلوم! ....

حق خو دِ باغبان دے شکہ حق درنہ خوریگی
چونکہ تیرا باغبان حق پرست ہے اسلئے تجھ سے حق پھیلتا ہے

پہ حق دِ شی قائم چہ څوک لہ تانہ رخصتیگی
جو شخص تجھ سے رخصت ہوتا ہے اسے چاہئے کہ حق پر قائم ہو جائے

یادم پہ دعا کہ دغہ سوال شمس الرحمٰن
شمس الرحمٰن کی التجا ہے کہ تو مجھے دُعا میں یاد کیا کرے

اے دار العلومؒ رب دِ تالری روخانہ
اے دار العلوم! پروردگار تجھے تا دیر روشن رکھے!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۴۰۶

منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور - ریجن بذریعہ چھٹی نمبری G/۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۱ء

بدلِ اشتراک

ایڈیٹر :- عبدالمنان چوہان

ہفتہ وار آباخبریں

سالانہ ...... گیارہ روپے
ششماہی ...... چھ روپے
فی پرچہ ..... چار آنے
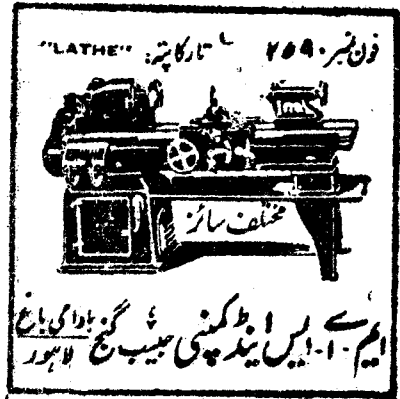
— لاہور - ۳۰ جون - آج بھاٹی دروازے کے باہر چند دوستوں کی تقریب دعوت ایک المیہ میں تبدیل ہو گئی - جب ایک کمرہ کی دیوار گرنے سے دو اشخاص ہلاک اور تین زخمی ہو گئے - دو زخمیوں کی حالت تشویشناک بیان کی جاتی ہے -

— کراچی - ۳۰ جون - خشکی کے راستے جانے والے عازمین حج کے انتظامات درہم برہم ہو جانے کے بعد حکومت اب بحری اور ہوائی راستے سے جدہ پہنچانے کی تیاریاں کر رہی ہے

— لاہور - یکم جولائی - معلوم ہوا ہے - کہ مرکزی حکومت کی درخواست پر پاکستان انٹرنیشنل ایرویز نے مزید چار سو عازمین حج کو بذریعہ طیارہ جدہ پہنچانے کا انتظام کیا ہے -

— راولپنڈی - ۴ جولائی - آج صبح معمولی نوعیت کے زلزلے نے شہر کو جھنجھوڑ ڈالا -

— لاہور - ۴ جولائی - معلوم ہوا ہے کہ صوبائی حکومت تمام اوقاف کو اپنی تحویل میں لینے کے سوال پر غور کر رہی ہے -

— نئی دہلی - ۳۰ جون - بھارت اور امریکہ کے فنی تعاون کے پروگرام کے تحت دونوں حکومتوں کے نمائندوں نے کل سولہ معاہدات پر دستخط کئے - جن کی رو سے بھارت کو ۴۲ لاکھ ڈالر سے زائد کی امداد ملے گی -

— نئی دہلی - ۳۰ جون - مقبوضہ کشمیر سے آجکل جو اطلاعات آ رہی ہیں - ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں کے عوام کسی بھی تقریب یا اجتماع میں آزادانہ رائے شماری کا مطالبہ پرجوش طریقہ سے پیش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے

— لندن یکم جولائی - پاکستان کے وزیراعظم نے دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ برطانیہ کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ پاکستان ہر حالت میں اس کے ساتھ رہے گا - اگر برطانیہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تو پاکستان اپنی پالیسی پر

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا)